

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 کتاب الہدایہ  
 فی تفسیر القرآن  
 و تفسیر السنن  
 و تفسیر الآثار  
 و تفسیر المعانی  
 و تفسیر المصنفات  
 و تفسیر المجلدات  
 و تفسیر المجلدات  
 و تفسیر المجلدات

ہذا لکھنؤ کے لئے  
 (یہ دی ہو جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 کتاب الہدایہ  
 فی تفسیر القرآن  
 و تفسیر السنن  
 و تفسیر الآثار  
 و تفسیر المعانی  
 و تفسیر المصنفات  
 و تفسیر المجلدات  
 و تفسیر المجلدات  
 و تفسیر المجلدات

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی اور اُن کے شاگرد بٹالوی کو جو مولف رسالہ ہذا  
 کتاب ازالہ اوہام و توضیح مرام کو کافر اور دجال اور کذاب اور ملحد اور  
 بے ایمان اور ملعون اور دور از رحمت رحمن ٹھہراتے ہیں اور ایسا ہی  
 اُنکے تمام ہنجیالوں مولویوں صوفیوں پیرزادوں فقیروں  
 سجاد نشینوں کو آسمانی فیصلہ کی طرف دعوت  
 اور نیز اُنکے گزشتہ مباحث کی کیفیت  
 و اہمیت و اہمیت کہ  
 یہ سالہ سومہ

# آسمانی فیصلہ

انوار احمدیہ پرنس قادیان

بار سوم نمبر اول

# اطلاع

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تادینا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہو تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کہی کہی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پہر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک سم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے باعث ضعف فطرت یا کمی قدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پروردگار رکھ سکیں لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تلخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تین ۳۱ دسمبر ۱۹۸۷ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجادی تو (بسم)

## ب

حتی الوسع تمام دوستوں کو محض بندر بانی باتوں کے سُنے کے لئے اور دعائیں شریک ہونے کے لئے اُس تابیچ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسی حقایق اور معارف کے سُنانے مشغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کو شش کجاہیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف اُنکو کہنے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بہائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تابیچ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنی پہلے بہائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تو دوستعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بہائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اُس کے لئے دُعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بہائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ میں اور یہی کئی روحانی فواید اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدمات احباب کو لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تبذیر اور قناعت شعاری سے کچھ تہوڑا تہوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ ماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ سفر میسر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائیگا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب ہیں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ جھکوا بھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تاکہ ایک علیحدہ فہرست میں اُن تمام احباب کے نام محفوظ ہیں کہ جو حتی الوسع والطقت

## ج

تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل و جان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں۔ بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موافق پیش آجائیں جنہیں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا اس جلسہ پر جس قدر احباب محض بکثرت تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور اُن کے ہر ایک قدم کا ثواب اُن کو عطا فرماوے۔ آمین شہرامین

## نئی کتابیں

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا۔ مضمون نام سے ہی ظاہر ہے ایک قابل دید مختصر رسالہ ہے۔ قیمت ۲۰

وخط۔ حضرت مولانا موسیٰ نور الدین صاحب حکیم الامتہ کے دو خط جن میں سے ایک مسئلہ نسخ منسوخ پر ہے اور دوسرا رد شیعہ میں ہے مسئلہ نسخ منسوخ کی اصل حقیقت دکھائی ہے۔ قیمت ۲۰

## زیر طبع

انزالہ اودام۔ حضرت اقدس مسیح موعود و امام الدین ضیہ کی دعاوی اور دلائل پر مبنی کتاب پہلا ایڈیشن ختم ہو چکا ہے۔ پہلے ایڈیشن کی قیمت تین تھی۔ اب نصف کے قریب ہو گئی۔

کل درخواستیں حکیم فضل الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس یا دفتر الحکم میں آتی چاہئیں۔

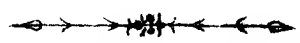
ای خداوند بزرگوار  
صادقان کا زبان کا نام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى سَائِلِكُمْ

انبیاء و اوصیاء  
مقام و جہان شان

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا

ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومنوں کو ملزم کر کے راہ پاک میں  
میان نذیر حسین صاحب کی تکفیر کی اصل حقیقت اور انکی مصنوعی فتح کی  
واقعی کیفیت اور انکو اور انکے ہتھیال لوگوں کو آسمانی فیصلہ کیلئے



میاں نذیر حسین صاحب ہوی اگرچہ آپ بھی کفر کے فتووں سے بچے ہوئے نہیں ہیں اور خیر سے  
ہندوستان میں اول الکافرین وہی ٹھہرائے گئے ہیں تاہم انکو دوسرے مسلمانوں کے کافر بنانے کا  
استعداد و شہسہ ہے کہ جیسے راستباز لوگوں کو مسلمان بنانے کا شوق ہوتا ہے وہ اس بات کے  
بڑے ہی خواہشمند پائے جاتے ہیں کہ کسی مسلمان پر خواہ نخواستہ کفر کا فتویٰ لگ جائے  
گو کفر کی ایک بھی وجہ نہ پائی جائے اور ان کے شاگرد رشید میاں محمد حسین بٹالوی جو  
شیخ کہلاتے ہیں انہیں کے نقش قدم پر چلے ہیں بلکہ شیخ جی تو کچھ زیادہ گرمی دار اور تکفیر  
کے شوق میں اپنے استاد سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر ہیں ان دونوں استاد اور شاگرد کا  
مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر نہ انویں وجوہ ایمان کی کہلی کہلی انکی نگاہ میں پائی جائیں اور ایک یا  
وجہ انکو اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے سمجھ میں نہ آوے تو پھر بھی ایسے آدمی کو کافر کہنا  
مناسبت ہے چنانچہ اس عاجز کے ساتھ ہی ان حضرات نے ایسا ہی برتاؤ کیا جو شخص  
اس عاجز کی تالیفات بدراہین اسحق علیہ اور مسیح چشم آریہ وغیرہ کو غور سے  
پڑھے اُس پر بخوبی گہل جائیگا کہ یہ عاجز کس جاں نثاری کے ساتھ خادم دین اسلام ہو  
اور کس قدر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطیوں کے شائع کرنے میں فدا شدہ ہے  
مگر پھر بھی میاں نذیر حسین صاحب نے ان کے شاگرد بٹالوی نے صبر نہ کیا جب تک کہ

اس عاجز کو کافر قرار نہ دیدیا میاں نذیر حسین صاحب کی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ اس بیرانہ سالی میں کہ گور میں بیر لٹکا رہے ہیں اپنی عاقبت کی کچھ پروا نہ کی۔ اور اس عاجز کو کافر ٹھہرانے کے لئے دیانت اور تقویٰ کو بالکل ماتہ سے چھوڑ دیا اور موت کے کنارہ تک پہنچ کر اپنے اندرون کا نہایت ہی بُرا نمونہ دکھایا خدا ترس اور متدین اور پرہیزگار علماء کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ جب تک اُنکے ماتہ میں کسی کے کافر ٹھہرانے کے لئے ایسی صحیحہ یقینہ قطعہ جو نہ ہوں کہ جن اقوال کی بناء پر اُس پر کفر کا الزام لگایا جاتا ہے اُن اقوال مستلزم کفر کا وہ اپنے مُنہ سے صاف اقرار کر دیا نکار نکار سے تب تک ایسے شخص کو کافر بنانے میں جلدی نہ کریں لیکن دیکھنا چاہیے کہ میاں نذیر حسین اسی تقوے کے طریق پر چلے ہیں یا اور طرف قدم مارا۔ سو واضح ہو کہ میاں نذیر حسین نے تقویٰ اور دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا مینے دہلی میں تین اشتہار جاری کئے اور اپنے اشتہارات میں باہر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور عقیدہ اسلام رکھتا ہوں بلکہ میں نے اللہ جل شانہ کی قسم کہا کہ بیخام پہنچایا کہ میری کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر نہیں ہے جو نفوذ باللہ عقیدہ اسلام کے مخالف ہو صرف مترضین کی اپنی ہی غلط فہمی ہے ورنہ میں تمام عقائد اسلام پر بدل و جان ایمان رکھتا ہوں اور مخالف عقیدہ اسلام سے بیزار ہوں لیکن حضرت میاں صاحب نے میری باتوں کی طرف کچھ بھی التفات نہ کی اور بغیر اس کے کہ کچھ تحقیق اور تفتیش کرتے مجھے کافر ٹھہرایا بلکہ میری طرف سے انا مومن انا مومن کے صاف اقرارات بھی سُکد پیر ہی لست مومن کہہ دیا اور جابجا اپنی تحریروں اور تقریروں اور اپنے شاگردوں کے اشتہارات میں اس عاجز کا نام کافر و بیدین اور دجال رکھا اور عام طور پر مشتہر کر دیا کہ یہ شخص کافر اور ہے، ایمان اور خدا اور رسول سے روگردان ہے سو میاں صاحب کی اس پہونک سے عوام الناس میں ایک سخت آندہ ہی پیدا ہو گئی اور ہندوستان اور پنجاب کے لوگ ایک سخت فتنہ میں پڑ گئے خاص کر دہلی والے تو میاں صاحب کی اس اُگرا نڈائی سے آگ بولا بن گئے

شائد دہلی میں ساٹھ یا ستر ہزار کے قریب مسلمان ہو گا لیکن انہیں سے واسطہ علم شاذ و نادر کوئی  
 ایسا فرد ہو گا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سننے میں شریک  
 نہ ہوا ہو یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمال نامہ سے متعلق ہے جسکو انہوں نے اپنی زندگی  
 کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کے لئے اکٹھا کیا انہوں نے سچی گوہی پوشیدہ کر کے لاکھوں  
 دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت یہ شخص کافر و لعنت کے لائق اور دین اسلام سے خارج ہے  
 اور میں نے انہیں دنوں میں جبکہ میں دہلی میں مقیم تھا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھ کر ایک خاص  
 اشتہار میاں صاحب کو مخاطب کر کے شائع کیا اور چند خط بھی لکھے اور نہایت انکسار اور فروتنی سے  
 ظاہر کیا کہ میرا کفر نہیں ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقاید پر  
 ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت و الجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا  
 قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ  
 اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر ہی نہیں بخدا میں اسی طرح ملائک  
 مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں یلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں بلکہ  
 میں اس یلۃ القدر پر ایمان رکھتا ہوں جسکی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور  
 یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں اور نہ جبر  
 و نشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال پنچر یونگی طرح اپنی مولیٰ کی کامل عظمتوں اور  
 کامل قدرتوں اور اس کے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کی وجہ سے  
 معجزات کے ملنے سے منہ پھیرتا ہوں اور کبھی دفعہ میں نے عام جلسوں میں ظاہر کیا کہ  
 خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کے غیر محدودیت  
 الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے اگر خدا کو مان کر پھر کسی امر کے کرنے سے اسکو عاجز قرار  
 دیا جائے تو ایسا خدا ہی نہیں اور اگر نعوذ باللہ وہ ایسا ہی ضعیف ہو تو اس پر بہرہ رس  
 کر نیوالے جیتے ہی مر گئے اور تمام امیدیں انکی خاک میں مل گئیں بلاشبہ کوئی بات اس سے

انہونی نہیں ماں وہ بات ایسی چاہیے کہ خدا تعالیٰ کی شان اور تقدس کو زیبا ہو اور اس کے  
 صفات کاملہ اور اس کے مواہید صادقہ کے برخلاف نہ ہو۔ لیکن میاں صاحب نے  
 باوجود میرے ان تمام اقرارات کے صاف لکھا کہ تفسیر کفر کا فتویٰ ہو چکا اور ہم ملکہ کافر  
 اور بے ایمان سمجھتے ہیں بلکہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جو تاریخ بحث مقرر کی گئی تھی جس سے  
 پہلے اشتہارات مذکورہ جاری ہو چکے تھے میاں صاحب کی طرف سے بحث ٹالنے کے  
 لئے بار بار یہی عذر تھا کہ تم کافر ہو پہلے اپنا عقیدہ تو مطابق اسلام ثابت کرو پھر بحث ہی کی جائے  
 اُس وقت ہی بتاؤ کہ ادب یہی کہا گیا کہ میں کافر نہیں ہوں بلکہ اُن تمام امور پر ایمان رکھتا  
 ہوں جو اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لئے عقائد ٹھہرائے ہیں بلکہ جیسا کہ اشتہار  
 ۳۳۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے میں نے اپنے ہاتھ سے ایک تحریر یہی لکھ کر دی کہ  
 کہ میں ان تمام عقائد پر ایمان رکھتا ہوں مگر افسوس کہ میاں صاحب موصوف پیر ہی اس  
 عاجز کو کافر ہی جانتے رہے اور کافر ہی کہتے رہے اور یہی ایک پہاڑ اُنکے ہاتھ میں  
 تھا جسکی وجہ سے مسیح کی وفات حیات کے بارے میں اُنہوں نے جھجھ سے بحث  
 نہ کی کہ یہ تو کافر ہے کافروں سے کیا بحث کریں اگر اُنہیں ایک ذرہ تقویٰ ہوتی تو  
 اُس وقت سے جو میری طرف سے عقاید اسلام اور اپنے مسلمان ہونیکا اشتہار جاری  
 ہوا تھا تکفیر کے فتویے دستکش ہو جاتے اور جیسا کہ ہزاروں لوگوں میں تکفیر کے  
 فتویٰ کو شہو کیا تھا ایسا ہی عام جلسوں میں اپنی خطا کا اقرار کر کے میرے اسلام کی  
 نسبت صاف گواہی دیتے اور ناحق کے سورتھن سے اپنے نہیں بچاتے اور خلاف  
 واقعہ تکفیر کی شہرت کا تدارک کر کے اپنے لئے خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک عذر پیدا  
 کر لیتے لیکن اُنہوں نے ہرگز ایسا نہ کیا بلکہ جب تک میں دہلی میں رہا یہی سنتا رہا  
 کہ میاں صاحب اس عاجز کی نسبت گزرتے اور ناگفتنی الفاظ اپنے منہ سے نکالتے  
 ہیں اور تکفیر سے دست بردار نہیں ہوئے اور ہر جہد کو شش کبکھی کہ وہ اس نالائق



طریق سے باز آجائیں اور اپنی زبان کو تہام لیں لیکن اس عاجز کی نسبت کافر کا فرکہنا  
 ایسا انکی زبان پر چڑھ گیا کہ وہ اپنی زبان کو روک نہیں سکے اور نفس امّار کا نے ایسا  
 انکے دل پر قبضہ کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے خوف کا کوئی خانہ خالی نہ رہا فاعتبر وایا اولی  
 الالبصار۔ اب میں انکی تکفیر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا ہر ایک شخص اپنی گفتار کو  
 سے پوچھا جائیگا انکے اعمال انکے ساتھ اور میرے اعمال میرے ساتھ لیکن افسوس تو  
 یہ ہے کہ ناحق کے الزاموں اور مفتریانہ کاموں کی طرف انہوں نے توجہ کی اور حاصل  
 بحث کے لایق اور متنازعہ فیہ امر تھا یعنی **وفاقیہ** علیہ السلام اسکی طرف  
 انہوں نے ذرہ توجہ نہ فرمائی میں نے انکی طرف کئی دفعہ لکھا کہ میں کسی اور عقیدہ میں آچکا  
 مخالف نہیں صرف اس بات میں مخالف ہوں کہ میں آپکی طرح حضرت مسیح علیہ السلام  
 کی جسمانی حیات کا قائل نہیں بلکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو **فوت شدہ** اور  
 داخل موائیانا و یقیناً جانتا ہوں اور انکے مرجعے پر یقین رکھتا ہوں اور کیوں یقین  
 نہ رکھوں جبکہ میرا **مولیٰ** میرا آقا اپنی کتاب عزیز اور قرآن کریم میں انکو متوفیوں کی  
 جماعت میں داخل کر چکا ہے اور سارے **قرآن** میں ایک دفعہ ہی انکی خاترقاد  
 زندگی اور انکے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں بلکہ انکو صرف فوت شدہ کہہ کر پہرچپ ہو گیا  
 لہذا انکا زندہ بحمدہ العنصری ہونا اور پہر دوبارہ کسی وقت دنیا میں آنا نہ صرف اپنے  
 ہی الہام کی رو سے خلاف واقعہ سمجھتا ہوں بلکہ اس خیال حیات مسیح کو نصوص بیّنہ  
 قطعیہ یقینیہ قرآن کریم کی رو سے لغو و باطل جانتا ہوں۔ اگر یہ میرا بیان کلمہ کفر ہے  
 یا جھوٹ ہے تو ایسے اس امر میں مجھ سے بحث کیجئے پہر اگر آپ نے قرآن اور  
 حدیث سے حیات جسمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت کر کے دکھلا دی  
 تو میں اس قول سے رجوع کروں گا بلکہ وہ اپنی کتابیں جنہیں یہ مضمون ہے جلا دینگا  
 اگر بحث نہیں کر سکتے تو آؤ اس بارہ میں اس مضمون کی قسم ہی کھاؤ کہ قرآن کریم میں

میں مسیح کے وفات کا کچھ نہ ذکر نہیں بلکہ حیات کا ذکر ہے یا کوئی اور حدیث صبح مرفوع متصل ہو جڑ ہے جس نے توفے کے لفظ کی کوئی مخالفاً تفسیر کر کے مسیح کے حیات جسمانی پر گواہی دی ہے پھر اگر ایک سال تک خدا بے تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا کوئی کھلا نشان ظاہر نہ ہوا کہ اپنے جھوٹی قسم کھائی ہے یعنی کسی وبال عظیم میں آپ مبتلا نہ ہوئے تب بلا توقف میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں گا مگر افسوس کہ ہر چند بار بار میاں صاحب کے یہ درخواست کی گئی لیکن انہوں نے بحث کی اور نہ قسم کھائی اور نہ کافر کہنے سے باز آئے ہاں اپنی اس کنارہ کشی کی ذلت کو عوام سے پوشیدہ رکھنے کے لئے جھوٹے اشتہارات شائع کر دیئے جنہیں یہ بار بار لکھا گیا کہ گودہ اس عاجز کو بحث کے لئے اخیر تک بلاتے ہی رہے اور قسم کھانے کے لئے ہی مستعد تھے لیکن یہ عاجز ہی اُسے ڈر گیا اور مقابل پر نہ آیا۔ میاں صاحب اور شیخ الکل کہلانا اور اس قدر جھوٹ! میں اُنکے حق میں علی الکاذبین کیا کہوں خدا تعالیٰ اُن پر رحمت کرے۔ ناظرین! اگر کچھ نو فراموش رکھتے ہو تو یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں میاں صاحب اور اُن کے شاگردوں کی سراسر دروغ بے فروغ اور محض دبا نشانہ لاف و گزاف ہے جبکہ میری طرف سے اشتہار پر اشتہار اس بات کے لئے جاری ہوا تھا کہ میاں صاحب مسیح کی وفات کے بارہ میں مجھ سے بحث کریں اور اسی مطلب کے لئے میں حج اور خراج اٹھا کر ایک ماہ برابر دہلی میں رہا تو پھر ایک حقیقت رس آدمی سمجھ سکتا ہے کہ اگر میاں صاحب بحث کے لئے سید ہے دل سے مستعد ہوتے تو میں کیوں اُسے بحث نہ کرنا نقل شہور ہے کہ سانچ کو آج نہیں میں اُسی طرح بحث وفات مسیح کے لئے اب پھر حاضر ہوں جیسا کہ پہلے حاضر تھا اگر میاں صاحب لاہور میں آکر بحث منظور کریں تو میں اُنکی خاص فرمائش کر ایہ آنے جانیکہ خود دیدوں گا اگر آنے پر راضی ہوں تو میں اُنکی تحریر پر بلا توقف کر ایہ پہلے روانہ کر سکتا ہوں اب میں دہلی میں بحث کے لئے جانا نہیں چاہتا کیونکہ دہلی والوں کے شور و غوغا کو دیکھ چکا ہوں اور اُنکی مفیدانہ اور دبا نشانہ باتیں سن چکا ہوں

ولا یلذع المؤمن من حیدر واحد مرتین۔ میں تو یہ ہی کہتا ہوں کہ اگر میں بحث وقات  
 مسیح سے گریز کروں تو میرے پر بوجہ صمد عن سبیل اللہ خدا تعالیٰ کی ہزار لعنت ہو  
 اور اگر شیخ اکل صاحب گریز کریں تو انہیں اس سے آدھی ہی سہی اور اگر وہ حاضر ہونیسے  
 نہ کر و گردان ہیں تو میں یہ ہی اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ پر ہی بذریعہ تحریر است  
 اظہار حق کے لئے بحث کر لیں غرض میں ہر طرح سے حاضر ہوں اور میاں صاحب کے جواب  
 باصواب کا منتظر ہوں میں زیادہ تر گرجوشتی سے میاں صاحب کی طرف اسلئے مستعد ہوں  
 کہ لوگوں کے خیال میں انکی علمی حالت سب سے بڑھی ہوئی ہے اور وہ علما ہند میں مسیح کی  
 طرح میں اور کچھ شک نہیں کہ مسیح کے کلمے سے تمام شاخیں خود بخود گر گئی سو مجھے مسیح ہی  
 کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور شاخوں کا قصہ خود بخود تمام ہو جائیگا اور اس بحث سے  
 دنیا پر کھل جائے گا کہ شیخ اکل صاحب کے پاس مسیح علیہ السلام کے جسمانی زندگی پر کون سے  
 دلائل یقینیہ ہیں جنکی وجہ سے انہوں نے عوام الناس کو سخت درجہ کے اشتعال میں ڈال  
 رکھا ہے مگر یہ پیشگوئی ہی یاد رکھو کہ وہ ہرگز بحث نہیں کریں گے اور اگر کریں گے تو  
 ایسے رسوا ہوں گے کہ منہ دکھانے کی جگہ نہیں رہے گی۔ مائے مجھ انہیں بڑا افسوس ہے کہ  
 انہوں نے چند روزہ زندگی کے ننگ ناموس سے پیار کر کے حق کو چھپایا اور راستی کو  
 رک کر کے ناراستی سے دل لگایا انکو خوب معلوم تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات  
 قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مرفوعہ سے بخوبی ثابت ہو مگر سر اسر خیانت اور بددیانتی  
 کی راہ سے اس شہادت کے لو اکرنے سے وہ عداوت پیچھے بیٹھے رہے انہوں نے چھائی کا  
 پکا دشمن بن کر محض دغ و گوی کی راہ سے عوام میں اس بات کو پھیلایا کہ قرآن کریم  
 میں یہی لکھا ہے کہ مسیح ابن مریم زندہ بحمدہ العنصری آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور  
 وفات کا کہیں ذکر نہیں مگر چونکہ وہ دل میں جانتے تھے کہ ہم ناحق پر ہیں اور کتاب اللہ  
 کے مخالف کہہ رہے ہیں اس لئے وہ سیدھی نیکی سے بحث کرنے کے لئے مقابل پر نہ آئے

اور یہ وہ شرطوں کے ساتھ اس مختصر اور صاف طریق بحث وفات کو ٹال دیا غضب کی  
 بات ہے کہ خداوند ذوالجلال و الجلال تو یہ فراموشی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور میلان  
 نذیر حسین یہ کہیں کہ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو زندہ بحمدہ بھنری آسمان کی طرف اٹھایا  
 گیا ہے آخر نیا لے نذیر حسین تو نے غیب قرآن کی پیروی کی۔ اور طرفہ تریہ کہ  
 قرآن کریم میں آسمان کی طرف اٹھالینے کا کہیں ذکر ہی نہیں بلکہ وفات دینے کے بعد  
 اپنی طرف اٹھالینے کا ذکر ہے جیسا کہ عام طور پر تمام فوت شدہ را استبازوں کے لئے  
 از جہی لے ر پاک کا خطاب ہے سو وہی رفع الی اللہ اور رجوع الی اللہ جس کے لئے پہلے  
 موت شرط ہے حضرت مسیح کے ہی نصیب ہو گیا کہاں یہ رفع الی اللہ اور کہاں رفع الی اللہ  
 مائے افوس ان لوگوں نے قرآن کریم کو کیسے پس پشت ڈال دیا اور اُسکی عظمت و  
 دلوں سے کیسی یکدم فضا اٹھ گئی اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام کی جگہ بے اصل لکیر سے محبت  
 کرنے لگے کتابوں سے تولدے ہوئے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے سمجھ چھین لی فتح اور  
 شکست کے خیال نے دیانت اور ایمان کو دیا لیا اور پندار اور عجیبے حق کے قبول  
 کسے سے دور ڈال دیا اور مجھے تو اس بات کا ذرہ ہی رنج نہیں کہ میاں نذیر حسین اور  
 اُنکے شاگردوں نے ایک جھوٹی فتح کو خلافتِ اقصیٰ مشہور کر دیا اور نفس الامر کو چھپایا  
 اور نہ میرے لئے یہ کچھ رنج کی بات ہے کیونکہ جس حالت میں راست راست اور حق الامر  
 یہی ہے کہ دراصل میاں صاحب ہی ایک بڑی ذلت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے شکست  
 یا اپنے پہنچے ہو گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ اب پہر کہی کہڑے نہیں ہونگے یہاں تک کہ  
 اسی مغلوبی میں اس عالم سے گزر جائیں گے پھر اگر وہ علامت خلق پر پردہ ڈالنے کے  
 لئے ایک مصنوعی فتح کا خاکہ اپنی نظر کے سامنے رکھے کہ چند منٹ کے لئے اپنا جی خوش  
 کر لیں تو مجھے کیوں بُرا ماننا چاہیئے بلکہ اگر رحم کی نظر سے دیکھا جائے تو ان کا یہ حق ہی ہے کیونکہ  
 میں یقیناً جانتا ہوں کہ انہوں نے اس عاجز کے مقابل پر شکست فاش کہا کہ بہت کچھ

غم و غصہ اٹھایا ہے اور اُنکے دل پر اس اخیر عمر میں سخت صدمہ بخالست اور شرمندگی کا پہنچ گیا ہے اب اگر غم غلط کرنے کے لئے اس قدر ہی نہ کرنے کہ خلافِ افق فتح کا نفاذ بجاتے تو پیرانہ سالی کا ضعیف دل اتنے بڑے صدمہ کی برداشت کیونکر کر سکتا سو شاید انہوں نے جان رکھنا فرض سمجھ کر اتنا بڑا جھوٹا پن لے روارکھ لیا اور مجھے اب بھی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ میں اس حق الامر کا اظہار کر کے اُنکے ملمع خوشی کو کالعدم کر دیتا کیونکہ فتح و شکست پر نظر رکھنا ایک محجوبانہ خیال ہے اور سچائی کے عاشق سچائی کو ہی چاہتے ہیں خواہ وہ فتح کی صورت میں ملل ہو جائے یا شکست کے پیرایہ میں ملے مگر چونکہ لوگ ایسی غلط اور مخالفانہ تحریروں سے دہمکے میں پڑ جاتے ہیں اور خلافِ واقعہ شہرت کی وجہ سے متاثر ہو کر ان تحریروں کو صحیح اور واقعہ سمجھنے لگتے ہیں اور پھر اُس کا بد اثر لوگوں کے دین کو سخت نقصان پہنچاتا ہے اس لئے اصل حقیقت کا ظاہر کرنا ایک حق لازم اور دین واجب سمجھ رہا ہوں اور ادا کرنے کے بغیر قیام نہیں ہو سکتا تھا مگر میں اس بات کو ناممکن ہوں کہ میاں صاحب کی پیرانہ سالی کی حالت میں اُنکے دوبارہ غم تازہ کرنے کا موجب ہوا ہوں۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی بے محل نہیں کہ میاں صاحب کے ناحق کے ظلموں سے پہنچنے والی اس عاجز کی نسبت روارکھو ایک یہ بھی ہے کہ بٹالوی کو انہوں نے بکلی کھلا چھوڑ دیا اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ ہر ایک طرح کی گالیوں اور لعن طعن سے اس عاجز کی آبرور و دانت تیز کرے سو وہ میاں صاحب کا منشا پاکر جس سے گزر گیا اور آیت کریمہ لا یحبب اللہ العاصیٰ کو بھی پر دانا کر کے ایسی گندی گالیوں پر آگیا کہ چوہڑوں چاروں کے بھی کان کاٹے یہاں تک کہ اس پاکیزہ مرثیہ صدمہ لوگوں کے روبرو دھلی کی جامع مسجد میں اس عاجز کو بخش گالیاں دیں چنانچہ گالیوں کے سُنے والوں میں شیخ حامد علی میرا ملازم بھی ہے جو اُس وقت موجود تھا جسکی اور لوگوں نے یہی تصدیق کی ایسا ہی اس بزرگ نے پہلو رکھے اسٹیشن پر ایک جماعت کے روبرو اس عاجز کی نسبت کہا کہ وہ کہنے کی

موت مرگیا اور عام تحریروں میں اس عاجز کا نام کافر اور دجال رکھا اور ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو  
 کارڈ میں جو اس نے منشی فتح محمد اہلکار ریاست جموں کے نام لکھا جو اس وقت میرے  
 پاس سامنے پڑا ہے بجز گالیوں کے اور کچھ تحریر نہیں کیا کھلی تحریر میں سخت گالیاں  
 دینا اور کارڈوں میں جنگو ہر ایک شخص پڑھ سکتا ہے بدزبانی کرنا اور اپنے مخالفانہ جوش کو اتھا  
 تک پہنچانا کیا اس عادت کو خدا پسند کہہ سکتے ہیں یا اس کو شیوہ شرف کہہ سکتے ہیں اس  
 گیارہ اکتوبر کے کارڈ میں اس بزرگ نے بڑے جوش سے اس ناکارہ کی نسبت لکھا ہے کہ  
 یہ شخص حقیقت کافر ہے دجال ہے ملعون ہے کذاب ہے۔ اے میرے مولیٰ اے میرے  
 پیارے آقا میں نے اس شخص کی تمام سخت باتوں اور لعنتوں اور گالیوں کا جواب تیرے پر  
 چھوڑا۔ اگر تیری ہی مرضی ہے تو جو کچھ تیری مرضی وہ میری ہے مجھ کو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں  
 چاہئے کہ تو راضی ہو میرا دل تجھ سے پوشیدہ نہیں تیری نگاہیں میری تہ تک پہنچی ہوئی  
 ہیں اگر مجھ میں کچھ فرق ہے تو نکال ڈال اور اگر تیری نگاہ میں مجھ میں کچھ بدی ہے تو میں  
 تیری ہی منہ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے پیارے ہادی! اگر میں نے ہلاکت کی  
 راہ اختیار کی ہے تو مجھ سے بچا اور وہ کام کر کہ جس میں تیری رضا مندی ہو۔ میری صحت  
 بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا جب تک کہ تو نے کہا کہ میں تیرے لئے ہوں  
 اور جب تک کہ تو نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انی مہینے کا عزا ادا ہاں تک اور جب  
 کہ تو نے دلجوئی اور نوازش کی راہ سے مجھ کو کہا کہ انت متی بمنزلۃ لایعلمہا الخلق  
 تو اسی دم سے میرے قلب میں جان آگئی تیری دلاہم باتیں میرے زخموں کی مرہم ہیں  
 تیرے محبت آمیز کلمات میرے غم رسیدہ دل کے مفرح ہیں۔ میں غموں میں ڈوبا  
 ہوا تھا تو نے مجھ پر شائیں دیں۔ میں مصیبت زدہ تھا تو نے مجھ کو چھ پیارے میرے لئے  
 یہ خوشی کافی ہو کہ تو میرے لئے اور میں تیرے لئے ہوں۔ تیرے حملے دشمنوں کی صفوں میں  
 اور تیرے تمام پاک و عذوبہ پورے ہوں اور تو اپنے بندہ کا آمرزگار ہوگا۔

پہر میں پہلی کلام کی طرف رجوع کر کے ناظرین پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جقدر سینے  
 بٹالوی کی سخت زبانی لکھی ہے وہ صرف بطور نمونہ کے بیان کئی گئی ہے ورنہ اس شخص  
 کی بد زبانی کا کچھ انتہا نہیں رہا اور درحقیقت یہ ساری بد زبانی میاں نذیر حسین صاحب کی  
 ہے کیونکہ اُستاد کے خلاف منشا شاگرد کو کبھی جرأت نہیں ہوتی میاں صاحب نے آپ  
 ہی بد زبانی کی اور کرائی ہی اور بٹالوی کی کوئی بد گوئی میاں صاحب کو مکروہ معلوم نہ ہوئی  
 اور میاں صاحب کے مکان میں بیٹھ کر ایک لڑے اشتہار تکبر کا بہرا ہوا بٹالوی نے لکھا  
 جس میں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ مندرج تھا کہ یہ میرا شکار ہے کہ بد قسمتی سے پہر دہلی  
 میں میرے قبضہ میں آگیا اور میں خوش قسمت ہوں کہ بہاگاہو شکار پہر مجھے مل گیا۔  
 ناظرین! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ پن کی باتیں ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ  
 کے ہڈ بڈبم اور نقال ہی تھوڑا بہت حیا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے ہی  
 ایسا کمینگی اور نیخی سے بہرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں  
 لاتے۔ اگر میں بٹالوی صاحب کا شکار ہوتا تو اُس کے اُستاد کو دہلی میں کیوں جا پکڑتا  
 کیا شاگرد اُستاد سے بڑا ہے جب اُستاد ہی چڑیا کی طرح میرے پنجہ میں گرفتار ہو گیا تو  
 پہر ناظرین سمجھ لیں کہ کیا میں بٹالوی کا شکار ہوا یا بٹالوی میرے شکار کا شکار۔ بٹالوی  
 کی شوخیاں انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور اُسکی کہو پری میں ایک کیڑا ہے جس کو ضرور ایک  
 دن خدا تعالیٰ نکال دے گا افسوس کہ آج کل ہمارے مخالفوں کا جو ٹھہرہ اور پتہ نام  
 ہی گذارہ ہے اور فرعون کی رنگ کے تکر سے اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اُس روز  
 تک جو موعہ اپنی لشکر کے غرق ہو گیا یہی سمجھتا رہا کہ موسیٰ اُس کا شکار ہے آخر رو  
 نیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تھا۔ میں نادم ہوں کہ ناہل حریف کے مقابلہ نے  
 کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ  
 بات مُنہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بٹالوی کے لڑے بہتر ہے کہ اپنی

پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ ان دنوں کو رورو کے یاد کرے گا۔

ہاوردکشاں ہر کردرا فتادورافت دوماعلیٰناکالالبلاغ المبین

گندم از گندم بر وید جو ۴۰ از مکافات عمل غافل مشو۔

جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر غور ہو رہے ہیں جنہیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے میں خالصاً اُنکو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغ گوئی میں ناحق کا گناہ دینے ذمہ نہ لیں میں ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۵۹ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں نصرت ہی بحث کرنی ہے گریز کر گئے یہ کیا شرارت اور بیجائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اڑیا گیا ہے کہ گویا میں میاں نذیر حسین سے ڈر گیا انکو ذالند میں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیونکر ڈرتا میں اُس بصیرت کے مقابل پر جو مجھے آسمان سے عطا کی گئی ہے ان سفلی ملاؤں کو سرا سر بے بصر سمجھتا ہوں اور بخدا ایک مرے ہوئے کیڑے کے برابر ہی میں انہیں خیال نہیں کرتا کیا کوئی زندقہ مردوں سے ڈر کر تا ہے یقیناً سمجھو کہ علم دیں ایک سید مجید ہے اور وہی کما حقہ آسمانی پیید جانتا ہے جو آسمان سے فیض پاتا ہے جو خدا رب تعالیٰ تک پہنچتا ہے وہی اسکی کلام کے اسرار حقیقہ تک ہی پہنچتا ہے جو پوری روشنی میں نشست رکھتا ہے وہی ہے جو پوری بصیرت ہی رکھتا ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جاتا کہ میں اُن کی گندی گالیوں سے ڈر گیا اور اُنکی نجاست پھری ہوئی باتوں سے میں ترساں ہوا تو شاید کس قدر سچ بھی ہوتا کیونکہ ہمیشہ شرفار بدگفتار لوگوں سے ڈرا کرتے ہیں اور مہذب لوگ گندی زبان والوں سے پرہیز کر جاتے ہیں شریف اور سفلہ نے سب بلکہ از سفلگی ادھے تر سب اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا رب تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ میان نذیر حسین کی پردہ داری کرے اور اُنکی آواز دہل کی حقیقت لوگوں پر ظاہر کر دیوے سو بالغ نظر جانتے ہیں کہ وہ خواستہ ایندی پورا ہو گیا اور نذیر حسین کے تقویٰ اور خدا پرستی اور علم اور معرفت کی ساری قلمی کھلگئی اور ترک تقویٰ کی شامت ایک لٹ اُنکو پہنچ گئی



مگر ایک اور ذلت ابھی باقی ہے جو انکے لئے اور ان کے ہم خیال لوگوں کے لئے  
 طیار ہے جس کا ذکر ہم نیچے کرتے ہیں \*

اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ

اَللّٰهُمَّ اَللّٰهُمَّ

یہ وہ کتاب ہے جس پر ہر نبی اپنے پاس ہر لکادی ہر

## آسمانی فیصلہ

اِسْتِخْدَا اَمَّا لِكِ اَرْضُ سَمَا

ای پناہ و حزب خود دہر

ای عظیم و دست گیر دنیا

ہی کہ در دست تو فضل است

سخت شوخ و فساد اندر زمین

رحم کن خلیق اوجاں فریں

مرفیصل از جناب خود نما

تا شود قطع نزاع و فتنہ

اگر شرمہ پنی قدر کا دکھا

تجہ کو قیاس ہی ب اللہ

حق پرستی کا مٹا جائیگا

اگر نشان دکھا کہ حجت تام

قبل اسکے جو میں آسمانی فیصلہ کا ذکر کروں صفائی بیان کے لئے اس قدر لکھنا ضرور ہے  
 کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک فی الحقیقت مومن ہیں اور جنکو خدا تعالیٰ  
 نے خاص اپن لئے چن لیا ہے اور اپنے ماتہ سے صاف کیا ہو اور اپنے برگزیدہ گروہ میں جگہ  
 دیدی ہے اور جن کے حق میں فرمایا ہے **فِيْ وُجُوْهِہُمْ رُشْدٌ اَلْبَسُوْا وَاَنْتُمْ سٰجِدُوْنَ** اور  
 عبودیت کے ضرور پائے جانے چاہئیں کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں خطا و تحلف  
 نہیں سو ان تمام علامات کا مومن میں پائے جانا جنکا قرآن کریم میں مومنوں کی تعریف  
 میں ذکر فرمایا گیا ہے ضروریات ایمان میں سے ہے اور مومنوں اور ایسے شخص میں  
 یہ صلا کرنے کے لئے جبکہ نام اسکی قوم کے علمائے کافر رکھا اور مفتری اور دجال اور  
 محمد قرار دیا یہی علامات کامل محکم اور معیار ہیں پس اگر کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان  
 کا نام کافر رکھے اور اس سے مطمئن نہ ہو کہ وہ شخص اپنے ایمان دار ہونیکا اقرار کرتا ہے  
 اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اسلام کے تمام  
 عقیدوں کا ماننے والا ہے اور خدا تعالیٰ کے تمام فرائض اور حدود اور احکام کو  
 فرائض اور حدود اور احکام سمجھتا ہے اور حتی الوسع ان پر عمل کرتا ہے تو یہ بالآخر طریق

فیصلہ یہ ہے کہ فریقین کو ان علامتیں آزمایا جاوے جو خداوند تعالیٰ نے مومن اور کافر میں فرق ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم میں ظاہر فرمائی ہیں تا جو شخص حقیقت میں خدایت تعالیٰ کے نزدیک ہے اس کو خدایت تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق ہمت کفر سے بری کرے اور اس میں اور اس کے غیر میں فرق کر کے دکھا دیوے اور روز کا قصہ کوتاہ ہو جاوے۔ یہ بات ہر ایک اقل سمجھ سکتا ہے کہ اگر عاجز جیسا کہ میاں نذیر حسین اور اسکے شاگرد بٹالوی کا خیال ہے حقیقت کا فروز و جمال اور مغتری اور مورد لعن اور دائرہ اسلام خارج ہے تو خدایت تعالیٰ عند المقابلہ کوئی نشان ایمان دین کا اس عاجز کی تصدیق کے لئے ظاہر نہیں کریگا کیونکہ خدایت تعالیٰ کافروں اور اپنے دین کے مخالفوں کے بارے میں جو بے ایمان اور مرد وہیں ایمانی علامت کے دکھلا نیسے ہرگز اپنی تائید ظاہر نہیں کرتا اور کیونکہ ہر جگہ وہ اس کو جانتا ہے کہ وہ دشمن دین اور نعمت ایمان سے بے بہرہ ہیں سو جیسا کہ میاں نذیر حسین صاحب نے بٹالوی نے میری نسبت کفر اور بیدینی کا فتویٰ لکھا اگر میں وہ حقیقت ایسا ہی کافر اور دشمن دین ہوں تو خدایت تعالیٰ اس مقابلہ میں ہرگز میری تائید نہیں کریگا بلکہ اپنی تائید وہ جس جگہ بے بہرہ رکھ کر ایسا رسوا کریگا کہ جیسا اتھوڑے کذاب کی سزا ہونی چاہیے اور اس صورت میں اہل اسلام پھر شر سے بچ جائیں گے اور تمام مسلمان میرے فتنہ سے محفوظ رہیں گے لیکن اگر کرمہ قدرت یہ پیدا ہوا کہ خود میاں نذیر حسین اور انکی جماعت کے لوگ بٹالوی وغیرہ تائید کے نشانوں میں محذول و مجبور رہیں اور تائید الہی میرے شامل حال ہو گئی تو اس صورت میں بھی لوگوں پر حق کھل جائیگا اور روز کے جہنم و نکاحات ہو جائیگا۔

اب چاہنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں پانچ عظیم الشان آسمانی تائیدوں کا مکمل مستفیقوں اور کامل مومنوں کے لئے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل مومن کے شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں اور وہ یہ ہیں اول یہ کہ مومن کامل کو خدایت تعالیٰ سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں جو اسکی مرادات یا اس کے دوستوں کے مطلوبات ہیں اس کو بتلائی جاتی ہیں دوم یہ کہ مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں جو نہ وہ اسکی



درستے کہاتے ہیں اور بعض ایسی تفسیریں جو تقدیرِ مہم کے مشابہ ہوں بدلائی بھی جاتی ہیں مگر جو تقدیر حقیقی اور واقعی طور پر مہم ہے وہ مومن کامل کی دعاؤں سے ہرگز بدلائی نہیں جاتی۔ اگرچہ وہ مومن کامل نبی یا رسول کا بھی درجہ رکھتا ہو غرض نسبتی طور پر مومن کامل ان چاروں علامتوں میں اپنے غیر سے یہ بداهت ممیز ہوتا ہے اگرچہ دائمی طور پر قادر اور کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس جبکہ یہ امر ثابت ہو چکا کہ نسبتی طور پر حقیقی اور کامل مومن کو کثرتِ بشارات اور کثرتِ استجابات اور کثرتِ انکشاف و منیبات اور کثرتِ انکشاف معارف قرآنی سے وافر حصہ ہے تو مومن کامل اور اس کے غیر کے آزمائش کے لئے اس بہتر اور کوئی طریق نہ ہو گا کہ بذریعہ مقابلہ ان دونوں کو جانچا اور پرکھا جاوے یعنی اگر یہ امر لوگوں کی نظر میں مشتبه ہو کہ دو شخصوں میں کون عظیم المومن کامل اور کون اس درجہ گرا ہوا ہے تو انہیں چاروں علامتوں کے ساتھ مقابلہ ہونا چاہیئے یعنی ان چاروں علامتوں کو محک اور معیار ٹھہرا کر مقابلہ کیوت دیکھا جاوے کہ اس معیار اور ترازو کی رو سے کون شخص پورا اترتا ہے اور کسکی حالتیں کمی اور نقصان سے۔

اب خلق اللہ گواہ رہو کہ میں خالص اللہ اور اطہار الحق اس مقابلہ کو بدل جان منظور کرتا ہوں اور مقابلہ کے لئے جو صاحب میری سامنے آنا چاہیں انہیں سے سب سے اول نمبر میاں نذیر حسین دہلوی کا ہے جنہوں نے پچاس سال سے زیادہ قرآن اور حدیث پڑھا کر پیر اپنے صلہ اور عمل کا یہ نمونہ دکھایا کہ بلا تفتیش و تحقیق اس عاجز کے کفر پر فتویٰ لکھ دیا اور ہزار ہا وحشی طبع لوگوں کو بدظن کر کے ان سے گندی گالیاں دلائیں اور بٹالوی کو ایک مجنون دزدہ کی طرح نکھیر اور لعنت کی جھالک منہ سے نکالنے کیلئے چوڑ دیا اور آپ مومن کامل اور شیخ اکل اور شیخ العرب العجم بن بیٹھے لہذا مقابلہ کے لئے سب سے اول انہیں کو دعاؤں

کیجاتی ہوں انکو اختیار ہے کہ وہ اپنی ساتھ بٹالوی کو بھی کہ اتنے خواب بینی کا بھی دعویٰ رکھتا ہے ملا لیں بلکہ انکو میری طرف سے اختیار ہے کہ وہ مولوی عبدالحق صاحب خلف عبد صالح مولوی عبداللہ صاحب حرم اور نیز مولوی عبد الرحمن لکھو سے کو جو میری نسبت ابدی گمراہ ہونیکا شہناشہر کرکھائیں

اور کفر کا قوی دیکھی ہیں اور نیز مولوی محمد بشیر صاحب ہو پا لوی کو جو انکے متبعین میں  
ہیں اس مقابلہ میں ہر ساتھ ملا لیں اور اگر میاں صاحب صوف اپنی عادت کے موافق گریز جاس  
تو یہی حضرات مذکورہ بالا میر سے سامنے آویں اور اگر یہ سب گریز اختیار کریں تو پھر مولوی  
سٹینسل اسٹل صاحب گنگوہی اس کام کے لائق ہمت کریں کیونکہ مقلدوں کی پارٹی کے  
تو وہی رکن اول ہیں اور انکے ساتھ ہر ایک ایسا شخص ہی شامل ہو سکتا ہے کہ جو نامی اور  
مشاہیر صوفیوں اور پیر زادوں اور سجادہ نشینوں میں ہو اور انہیں حضرات علماء کی طرح اس  
عاجز کو کاغذ اور مقتری اور کذاب اور تکار سمجھتا ہو اور اگر یہ سب کے مقابلہ سے منہ پھیر لیں اور  
کچے عذروں اور نامعقول بہانوں پر میری اس دعوت کے قبول کر لیں تو  
خدا تعالیٰ کی رحمت ان پر تمام ہے میں مامور ہوں اور فتح کی بھجے بشارت دی گئی ہے لہذا میں حضرات  
مذکورہ بالا کو مقابلہ کیلئے بلاتا ہوں کوئی ہے جو میر سے سامنے آوے؟ اور مقابلہ کے  
لئے احسن انتظام یہ ہو کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے اس امتحان کے غرض سے ایک  
انجمن مقرر کی جائے اگر فریق مخالف اس تجویز کو پسند کرے تو انجمن کے ممبر تبرا ضمر فریقین مقرر کی جائیں گے  
اور اختلاف کے وقت کثرت رائے کا لحاظ رہیگا اور مناسب ہو گا کہ چاروں علامتوں کی  
پورے طور پر آزمائش کے لائق فریقین ایک سال تک انجمن میں بقید تاریخ اپنی تحریرات پیش کریں اور  
انجمن کی طرف سے بقید تاریخ دو تفصیل مضمون تحریرات موصول شدہ کی رسیدیں فریقین کو بھیجی  
جائیں گی علامت اول یعنی بشارتوں کی آزمائش کا طریق یہ ہو گا کہ فریقین پر جو  
کچھ منجانب التدریج ہام و کشف وغیرہ ظاہر ہو امر بقید تاریخ و ثبت شہادت چار کس از  
مسلمانان پیش از وقوع انجمن کی خدمت میں پہنچا دیا جاوے اور انجمن اپنی جہت میں بقید تاریخ  
اسکو درج کرے اور اس پر تمام ارکان انجمن یا کم سے کم پانچ ممبروں کے دستخط ہو کر پہر ایک  
رسید اسکی فرزندہ کو حسب تعین مذکور پہنچی جاوے اس بشارت کے صدق یا کذب انتظار کیا  
جائیگا اور کسی نتیجہ کے ظہور کی وقت اسکی یادداشت مود اس کے ثبوت کے جہت میں لکھی جاوے اور

بدستور ممبروں کی گواہیاں اُسپیشیت ہوں۔ اور دوسری علامت کی نسبت یہی  
 جو حوادث و نوازل دُنیا کے متعلق ہے یہی انتظام مرعی رہیگا اور یاد رہے کہ انجن کے پاس یہ  
 سب اسرار بطور ممانعت محفوظ رہیں گے اور انجن اس بات کا خلفاً اقرار کرے گی کہ اس وقت سے پہلے کہ فریقین  
 کے موازنہ کے لئے ان امور کا جملہ عام میں افشا ہو رہے کہ کوئی امر کسی اجنبی کے کانوں تک نہیں پہنچایا  
 جائیگا بلکہ جو اس صورت کے کسی از کا فاش ہونا انجن کے عدا اختیار ہو یا ہر ہوا اور علامت سوم  
 یعنی قبولیت دعا کی آزمائش کا طریق یہ ہوگا کہ وہی انجن مختلف قسم کے مصیبت رسیدوں کے ہم ہونچا  
 کے لئے جس میں ہر ایک مذہب کا آدمی شامل ہو سکتا ہو ایک عام اشتہار دیدیگی اور ہر ایک مذہب کا  
 آدمی خواہ وہ مسلمان ہو خواہ عیسائی یا ہندو ہو یا یہودی ہو غرض کسی مذہب یا کسی براہم کا پابند  
 ہو اگر وہ کسی عظیم الشان مصیبت میں مبتلا ہو اور اپنی نفس کو مصیبت زدوں کے گروہ میں  
 پیش کرے تو بلا تميز و تفرق قبول کیا جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے جسمانی دنیوی فوائد کو پہنچانے  
 میں پُر مختلف المذہب بندوں میں کوئی تمیز اور تفرقہ قائم نہیں رکھا اور مصیبت زدوں کے  
 فراہمی کے لئے ایک ناک یا حبیبہ انجن میں مناسب ہے یہ انتظام سب کا کہ اس کے نام کے پرچہ مذہبیت  
 و سکونت وغیرہ کو ایک صندوق میں جمع ہوتا ہے بعد اس کے انکی اسم وار دو فردیں برعایت اعتدال  
 اور بقید ولایت و قومیت و سکونت و مذہب پیشہ و تہذیب بلا پیش آمدہ مرتبہ کے فریقین کے  
 سامنے معہ ان مصیبت رسیدوں کے پیش کریں اور فریقین ان مصیبت رسیدوں کا ملاحظہ کر کے  
 ان دونوں فردوں کو بذریعہ قرعہ اندازی کے باہم تقسیم کر لیں گے اور اگر کوئی مصیبت زدہ کسی  
 دور دراز ملک میں ہو اور ہوجہ بعد مسافت و عدم مقدرت حاضر نہ ہو سکے تو ایک شاخ انجن اُس  
 شہر میں مقرر ہو کہ جہاں وہ مصیبت زدہ رہتا ہے اُس کے پرچہ مصیبت کو صدر انجن میں  
 پہنچا دیں گے اور بعد قرعہ اندازی کے ہر ایک فریق کے حصہ میں جو فرد آئے گی اُس فرد میں  
 جو مصیبت رسیدہ مندوج ہوئیگی وہ اسی فریق کے حصہ کے سمجھ جائیں گے جسکو خدا تعالیٰ  
 قرعہ اندازی کے ذریعہ سے یہ فرد دیدی اور وہاں جاتے گا کہ انجن مصیبت رسیدوں کی فراہمی کہیں

اور انکی تابخ مقررہ پر حاضر ہو جائیگی غرض سے چند ہفتے پہلے اشتہارات شائع کر دیوے ان اشتہارات کا تمام خرچ خاص سیکر ذمہ ہو گا اور وہ دو فرسین مصیبت رسیدوں کی جو تیار ہونگی ایک ایک نقل انکی انجن ہی اپنے دفتر میں رکھو گی اور یہی دن سال مقررہ سے پہلے دن شمار کیا جائیگا ہر ایک فریق اپنی حصہ کے مصیبت رسیدوں کے لئے دعا کرتا رہیگا اور بدستور مذکورہ تمام کارروائی نمونہ کی جسطر میں برج ہوتی رہیگی۔ اور اگر ایک سال کے عرصہ میں اور اسوقت سے پہلے جو کثرت قبولیت اور غلبہ صریح کا اندازہ پیدا ہو کوئی فریق وفات پا جائے اور اپنی مقابلہ کے تمام امر کو نامہ چھوڑ جائے تب بھی وہ مغلوب سمجھا جائیگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی خاص ارادہ سے اسکو کام کو نامہ رکھا تا اسکا بلل پر ہونا ظاہر کرے۔ اور مصیبت رسیدوں کا اندازہ کثیرہ اس لئے شرط ٹھہرایا گیا ہے کہ قبولیت دعا کا امتحان صرف باعتبار کثرت ہو سکتا ہے ورنہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ اگر دعا کر نیوالے صرف چند آدمی ہوں مثلاً دو یا تین شخص ہوں تو وہ اپنی ناکامی میں تقدیر مبرم رکھتے ہوں یعنی ارادہ ازلی میں قطعی طور پر یہی مقدر ہو کہ یہ ہرگز اپنی بلاؤں سے مخلفی نہیں پائیں گے اور اکثر ایسا اتفاق اکابر اولیا اور انبیاء کو پیش آتا ہے کہ ان کی دعاؤں کے اثر سے بعض آدمی محروم رہے اسکی یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ اپنی ناکامی میں تقدیر مبرم رکھتے تھے لہذا ایک ڈوبلا رسیدوں کو معیار آزمائش ٹھہرانا ایک ہو کہ دوسرا لاٹینی ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ناکامی میں تقدیر مبرم رکھتے ہوں پس اگر وہ دعا کے لئے کسی مقبول کی طرف رجوع کریں اور اپنی تقدیر مبرم کی وجہ سے ناکام رہیں تو اس صورت میں اسنج رنگ کی قبولیت انہیں محض رہیگی بلکہ شاید وہ اپنی خیال کو بطنی کی طرف کھینچ کر اس خدا رسید کا بد اعتقاد ہو جائیں اور اپنی دنیا کو ساتھ اپنی عاقبت ہی خراب کر لیں کیونکہ اس طرز آزمائش میں بعض لوگوں نبیوں کے وقت میں ہی ٹھو کریں کہانی ہیں اور مرتد ہونے تک بت نہ ہونگی ہو اور یہ بات ایک معرفت کا دقیقہ ہے کہ مقبولوں کی قبولیت کثرت استجابات دعا سے شناخت کیجاتی ہے یعنی انکی اکثر دعائیں مقبول ہو جاتی ہیں نہ یہ کہ سب مقبول ہوتی ہیں پس جیسا کہ رجوع

یہ حق فوٹ جلد علم میں اس تحریر کے پڑھنے والے پر انوریم مولوی غلام قادر صاحب فصیح مالک مہتمم اخبار پنجاب گورٹ سیکلٹری ذریعہ تحریر ظاہر کیا کہ ان اشتہارات کو اطیع اور شائع ہونیکا خرچ میر خود نہ ہو گا بلکہ انکا تمام خرچہ

کہ نبیوں کی تعداد کثرت کی مقدار تک پہنچ کر تک قبولیت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ اور کثرت کی پوری حقیقت اور عظمت اُس وقت بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ جبکہ مومن کا اُلُستِجالیہ عواکس اُس کے غیر سے مقابلہ کیا جاتا ورنہ ممکن ہے کہ ایک بدباطن نکتہ چین کی نظر میں وہ کثرت ہی قلت کی صورت میں نظر آوے سو حقیقت کثرت استحباب دعا ایک نسبتی امر ہے جسکی صحیح اور یقینی اور قطعی تشخیص جو منک کے منہ کو بند کرنے والی ہو مقابلہ سے ہی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اگر ہزار ہزار مصیبت رسیدہ دوا بیہوشی شخصوں کے حصہ میں آجائے جو مومن کا اُلُستِجالیہ عواکس ہوں تو کیا دعویٰ ہے اور ایک شخص کی قبولیت دعا کا یہ اثر ہو کہ ہزار میں سے پچاس یا پچیس ایسے باقی رہیں جو ناکام ہوں اور باقی سب کامیاب جائیں اور دوسرے گروہ میں سے شاید پچیس یا پچاس ناکامی سے بچیں اور باقی سب ناکامی کے تحت الشریٰ میں جائیں تو مقبول اور مردود میں صریح فرق ہو جائیگا۔ اس زمانہ کا فرقہ نیچرہ ان اودام اور وساوس میں مبتلا معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ابتداء سے قدرت نے شہنی اور ناشدنی امور میں تقسیم کر رکھی ہے اسلئے استحباب دعا کچھ چیز ہی نہیں مگر یہ اودام سراسر غلام ہیں اور حق بات ہی ہے کہ جیسے حکیم مطلق نے دواؤں میں باوجود انضباط قوانین قدرتیہ کے تاثرات رکھی ہیں ایسا ہی عواکس میں بھی تاثرات ہیں جو ہمیشہ تجارب صحیحہ سے ثابت ہوتی ہیں اور جس مبارک ذات علت العلل نے استحباب دعا کو قدیم سے اپنی سنت ٹھہرایا ہے اسی ذات قدوس کی یہ ہی سنت ہے کہ جو مصیبت رسیدہ لوگ ازل میں قابلِ رہائی ٹھہر چکے ہیں وہ انہیں لوگوں کے افلاس پاک یاد عا اور توجہ اور یا انکے وجود فی الارض کی برکت سے رہائی پاتے ہیں جو قرب اور قبولیت الہی کی شرف سے مشرف ہیں اگرچہ دنیا میں بہت سے لوگ بت پرست ہی ہیں جو مومن کا اُلُستِجالیہ عواکس اپنی مصائب کے وقت جمع ہی نہیں کرتے اور ایسی ہی ہیں جو استحباب دعا کے قائل ہی نہیں اور بجلی تدابیر اور اسباب کے مقید ہیں اور انکی سوانح زندگی پر نظر ڈالنے سے شاید ایک سطحی خیال کا آدمی اس دہو کہ میں پڑ گیا کہ انکی مشکلات بھی تو حل ہوتی ہیں یہ بات کہ قبولیت الہی



دعائیں کثرت سے قبول ہوتی ہیں کیونکہ صفائی سحر ثابت ہو سکتی ہو اس وہم کا جو اچھے قرآن کریم  
 میں بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ اگرچہ کوئی شخص اپنی مراد کے لیے برکت کی طرف رجوع کرے یا اور دنیا و  
 کی طرف یا اپنی تدابیر کی طرف لیکن درحقیقت خدا تعالیٰ کا پاک قانون قدرت یہی ہے کہ یہ تمام  
 امور مقبول و کسب ہی اثر و وجود ہی ہوتے ہیں اور اُن کے انفس پاک ہی اور اُنکی برکات کے یہاں آباد  
 ہو رہے ہیں انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن رہتا ہے اور وہاں  
 دور ہوتی ہیں اور فساد مٹا دیتے ہیں اور انہیں کے برکت سے دنیا دار لوگ اپنی تدابیر میں  
 کامیاب ہوتے ہیں اور انہیں کی برکت سے چاند نکلتا اور سورج چمکتا ہے وہ دنیا کے نور ہیں تنگ  
 وہ اپنے وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں دنیا منور ہے اور انکی وجود نوعی کے خاتمہ کو  
 ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ حقیقی آفتاب ماہتابِ نیا کے وہی ہیں۔  
 اس تقریر سے ظاہر ہے کہ نبی آدم کی مرادات بلکہ زندگی کا مدار وہی لوگ ہیں اور بنی آدم  
 کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناسبات وہی ہیں اگر وہ انہوں تو پہرہ دیکھو کہ  
 بتوں سے کیا حاصل ہے اور تدبیروں سے کیا فائدہ ہے یہ ایک نہایت باریک بہید ہے۔  
 جس کے سمجھنے کے لئے صرف اس دنیا کی عقل کافی نہیں بلکہ **فہم نور** درکار ہے جو عارفوں کو  
 ملتا ہے درحقیقت یہ سائر شہادت مقابلہ سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ مقابلہ کے وقت خدا تعالیٰ  
 خاص ارادہ فرماتا ہے کہ تا وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سچی قبولیت اور سچی برکت رکھتا ہے اسی کی  
 عزت ظاہر ہو اگر بت پرست موعظہ کو مقابل پر آوی اور استجابت دے گا میں ایک دوسری کی  
 آزمائش کریں تو بت پرست سخت ذلیل اور رسوا ہوا اسی وجہ سے پہلے ہی کہہ دیا ہے  
 کہ کامل مومن کی آزمائش کے لئے جیسا سہل طریق مقابلہ ہے ایسا اور کوئی طریق نہیں جس کا  
 میں کامل مومن کی دعا منظور نہ ہو اور اعلام الہی سے اُسکو نامنظوری کی اطلاع دی جائے  
 پہر اگر اُس کو کم کے لئے یورپ اور امریکہ کی تمام تدبیریں ختم کی جائیں یا دنیا کے تمام بتوں کے  
 آگے سرگرداں آجائے یا اگر تمام دنیا اپنی اپنی دعاؤں میں اس امر پر یکامیابی چاہے تو یہ ناممکن ہوگا۔

اور اگرچہ مومن کامل کا فیض تمام دنیا میں جاری و ساری ہوتا ہے اور اسی کی برکت سے دنیا کی کل چلتی ہے اور وہ درپردہ ہر ایک کے لئے حصول مرادات کا ذریعہ ہوتا ہے خواہ کوئی اُسکو نصیب کرے یا نہ کرے لیکن جو لوگ خاص طور پر ارادت اور عقیدت کے ساتھ اُسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ نہ صرف اُسکی برکت سے دنیا کی مرادات پاتے ہیں بلکہ اپنا دین بھی درست کر لیتے ہیں اور اپنے ایمانوں کو قوی کر لیتے ہیں اور اپنے رب کو پہچان لیتے ہیں اور اگر وہ وفاداری سے مومن کامل کے زیر سایہ ٹہریں اور درمیان سے ہٹ جائیں تو بکثرت آسمانی نشانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

اور میں نے جو اس مضمون میں مختلف اقسام کی مصیبت رسیدوں کا ہونا بطور شرط لکھ دیا ہے اس لئے لکھا ہے کہ تا عام طور پر انواع اقسام کی صورتوں میں خدا تعالیٰ کی رحمت ظاہر ہو اور ہر ایک طبیعت اور مذاق کا آدمی اُسکو سمجھ سکے اور مختلف اقسام کی مصیبت رسیدہ منہ رجبہ ذیل مثالوں سے سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی انواع اقسام کے امراض میں مبتلا ہو اور کوئی کسی ناحق کی سزا میں پھنس گیا ہو یا پھنسنے والا ہو اور کسی کا دل غریزہ مغفودا لغیر ہو اور کوئی خود لا ولد ہو اور کوئی جاہ و مرتبہ کے بعد لایق رحم ذلت میں پڑا ہو اور کوئی کسی ظلم کر پنجہ میں گرفتار ہو۔ اور کوئی فوق الطاق اور غیر معمولی قرضہ کی بلا سے جان بلیتے اور کسی کا جگر گوشہ دین اسلام سے مرتد ہو گیا ہو اور کوئی کسی ایسے غم و قلق میں گرفتار ہو جسکو ہم بس وقت بیان نہیں کر سکے۔ اور عداوت چارم یعنی معارف قرآنی کا کھلنا اُس میں حسن انتظام یہ ہے کہ ہر ایک فریق چند آیات قرآنی کے معارف و حقائق و لطائف لکھ کر انجمن میں عین جلسہ علم میں سنائی پھر اگر جو کچھ کسی فریق نے لکھا ہے کسی پہلی تفسیر کی کتاب میں ثابت ہو جائے تو شخص محض مائل متصد ہو کر مورد عتاب ہو لیکن اگر اُس کے بیان کردہ حقائق و معارف جو فی مذاہم صحیح اور غیر مخدوش ہی ہوں یا کسی جدید اور نووارد ہوں جو پہلے مفسرین کے ذہن انکی طرف سبقت نہ لے گئے ہوں اور با ایں ہمہ وہ معنوں میں کل الوجہ تکلف سے پاک اور قرآن کریم

کے اعجاز اور کمال عظمت اور شان کو ظاہر کرتے ہوں اور اپنی اندر ایک جلالت اور ہنیت اور  
 سچائی کا نور رکھتے ہوں تو سمجھنا چاہیے کہ وہ خدایت تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو خداوند تعالیٰ  
 نے اپنی مقبول کی عزت اور قبولیت اور قابلیت ظاہر کرنے کے لئے اپنی لائق علم سے عطا  
 فرمائی ہیں یہ ہر چار محکم امتحان جو مینے لکھی ہیں یہ ایسی سیدھی اور صاف ہیں کہ جو شخص  
 غور کے ساتھ انکو زیر نظر لائے گا وہ بلاشبہ اس بات کو قبول کر لے گا کہ متحاصلین کے فیصلہ  
 کے لئے اس سے صاف اور سہل تر اور کوئی روحانی طریق نہیں اور میں اقرار کرتا ہوں اور  
 امد جستانہ کی قسم کہا کرتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو گیا تو اپنی ناحق پرہیزگاری  
 اقرار شائع کروں گا اور ہر پریمیاں نذیر حسین صاحب اور شیخ ثالوی کی تکفیر اور مغفرتی کہنہ کی  
 حاجت نہیں رہی گی اور اس صورت میں ہر ایک ذلت اور توہین اور تحقیر کا مستوجب و  
 سزاوارٹھہر و نکا اور اسی جلسے میں اقرار بھی کروں گا کہ میں خدایت تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں  
 اور میری تمام دعاوی باطل ہیں اور بخدا میں یقین رکھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرا خدا  
 ہرگز ایسا نہیں کریگا اور کبھی مجھے ضائع ہونے نہیں دیگا۔ اب علماء مذکورہ بالا  
 کا اس صاف اور صریح امتحان سے انحراف کرنا (اگر وہ انحراف کریں) نہ صرف بے انصافی  
 ہوگی بلکہ میری خیال میں وہ اس وقت چپ رہنے سے یا صرف منشوش اور غیر صحیح جوابوں پر  
 کفایت کر نیسے دانشمند لوگوں کو اپنی پر سخت بدگمان کر لیں گے اگر وہ اس وقت ایسی شخص کے  
 مقابل پر جو سچے دل سے مقابلہ کے لئے میدان میں کھڑا ہے محض حیلہ سازی سے ہی بہرہ امو  
 کوئی ملمع جواب دینگو تو یاد رکھیں کہ کوئی طالب حق اور حق پسند ایسے جواب کو پسند نہیں کرے گا  
 بلکہ منصف لوگ اسکو تاٹف کی نگاہوں سے دیکھیں گے ممکن ہے کہ کبھی ملک میں یہ خیال پیدا  
 ہو کہ جو شخص مسیح موعود ہونیکا مدعی ہو وہ کیوں خود کی طرف طور پر ایسے نشان نہیں دکھاتا  
 جن سے لوگ مطمئن ہو جائیں اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام لوگ علماء کے تابع ہیں اور علماء  
 اپنی ہمتیارات کے ذریعہ سے عوام میں یہ بات پسندادی ہے کہ یہ شخص کا فرور و جال ہے اگر کنزیری

نشان دکھا دی تو ہی قبول کے لائق نہیں چنانچہ شیخ بنالوی نے اپنی ایک مکتبہ اشتہار میں جب کو اس نے  
 لودھپانہ کی بحث کے بعد چھاپا ہے یہی باتیں صاف صاف لکھ دی ہیں اور بڑی انکار اور عناد کی  
 راہ سے اس عاجز کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ شخص حج آسمانی نشانوں کی طرف دعوت کرتا ہے  
 اسکی اس دعوت کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ نشان تو ابن صیاد سے بھی  
 ظاہر ہوئے تھے اور دجال مہمودہی دکھائی گا پہر نشانوں کا کیا اعتبار ہے ماسوا اس کے میت ہی  
 سنتا ہوں اور اپنی مخالفوں کے اشتہارات میں پڑھتا ہوں کہ وہ میرے یکطرفہ نشانوں کو تحقیق کی  
 نظر سے دیکھتے ہیں اور محض شرارت کی راہ سے کہتی ہیں کہ اگر یہ شخص کوئی سچی خواہتا تھا تو ہاں کوئی  
 الہامی پیشگوئی ظاہر کرتا ہو تو ان امور میں اسکی خصوصیت کیا ہے کافروں کو یہی سچی خوابیں  
 آجاتی ہیں بلکہ کہی انکی دُعائیں ہی قبول ہو جاتی ہیں کہی انکو پیش از وقت کوئی بات  
 ہی معلوم ہو جاتی ہے بعض قسمیں کہا کرتے ہیں کہ یہ بات تو ہمیں ہی حاصل ہے اور ہمیں جانور  
 کہ فقط ایک درم سے گدا تو نگر نہیں کہلا سکتا اور ایک ذرہ سی روشنی سے کوکب شب  
 تاب کو سورج نہیں کہہ سکتے لیکن بغیر مقابلہ کے یہ لوگ کسی طرح سمجھ نہیں سکتے مقابلہ کی وقت  
 انہیں اختیار ہے کہ اگر آپ عاجز آجائیں تو دوش بین کافر ہی اپنے ساتھ شریک کر لیں غرض  
 جبکہ مولویوں نے یکطرفہ نشانوں کو منظور ہی نہیں کیا اور مجھے کافر ہی ٹھہراتے ہیں اور میرے  
 نشانوں کو استدراج میں داخل کرتے یا تحقیق کی نظر سے دیکھتے ہیں تو پہر یکطرفہ نشانوں  
 سے کیا اثر مرتب ہو گا اور عوام جنکے دل اور کان ایسی باتوں سے پُر کئے گئے ہیں ایسے  
 نشانوں سے کیونکر مطمئن ہوں گے لیکن ایمانی نشانوں کے دکھانا نیکابا ہم مقابلہ ایک  
 ایسا صاف اور روشن امر ہے کہ اُس میں ان عمار کا کوئی عذر ہی پیش نہیں جاسکتا  
 اور نیز جس قدر مقابلہ کی وقت کہلے کہلے طور پر حق ظاہر ہو جاتا ہے ایسی کوئی اور صورت  
 حق کے ظاہر ہونے کی نہیں اگر یہ لوگ اس مقابلہ سے عاجز ہوں تو پہر ان پر واجب ہے  
 کہ اپنی طرف سے ایک اشتہار بہ نسبت مواہیر بالا اتفاق شائع کر دیں کہ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے

اور مومنین کا طین کے علامات ہم میں پائے نہیں جاتے اور نیز مکہ میں کہ ہم یہ ہی  
 اقرار کرتے ہیں کہ اس شخص یعنی اس عاجز کے نشانوں کو دیکھ کر بلا غزو قبول کر لیں گے  
 اور عوام کو قبول کر نیکے لئے فہمائش ہی کر دیں گے اور نیز دعویٰ کو ہی تسلیم کر لیں گے اور  
 تکفیر کے شیطانی منصوبوں باز آجائیں گے اور اس عاجز کو مومن کامل سمجھ لیں گے تو اس  
 صورت میں یہ عاجز عہد کرنا ہے کہ اندر جانشانہ کے فضل و کرم سے یکطرفہ نشان ثبوت  
 انکو دیگا اور امیر رکھتا ہے کہ خداوند قوی و قدیر انکو اپنے نشان دکھائے گا اور اپنی بندہ کا حامی  
 اور ناصر ہوگا اور صدقاً و حقاً اپنے وعدوں کو پورا کرے گا لیکن اگر وہ لوگ ایسی تحریکات نہ کریں  
 تو پھر ہر حال مقابلہ ہی بہتر ہے تا انکا یہ خیال ہے یہ غزو کہ ہم مومن کامل و شیخ الكل اور مقتدا  
 زمانہ ہیں اور نیز مکہ اور مکالمات الہیہ سے مشرف ہیں مگر یہ شخص کافر و جال اور کتے سے بدتر  
 چہی طرح انفصال باجائی کہ اس مقابلہ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ جو فیصلہ ہماری طرف سے یکطرفہ  
 طور پر ایک مدت دراز کو چاہتا ہے وہ مقابلہ کی صورت میں صرف تھوڑی سی دنوں میں انجام پذیر  
 ہو جائیگا سو یہ مقابلہ اس امر متنازعہ کے فیصلہ کر نیکے لئے کہ درحقیقت مومن کون ہے اور کافر کی  
 سیرت کون اپنے اندر رکھتا ہے نہایت آسان طریق اور نزدیک کی راہ ہے اس جلد نزاع کا  
 خاتمہ ہو جائیگا گویا صد ہا کوس کا فاصلہ ایک قدم پر آجائیگا اور خدا تعالیٰ کی غیرت جلد تر دکھائی  
 کہ اصل حقیقت کیا ہے اور اس مقابلہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں فریقین کو نکتہ چینی کی گنجائش  
 نہیں رہتی اور نہ ناحق کے عذروں اور بہانوں کی کچھ پیشکش جاتی ہے لیکن یکطرفہ نشان ثبوت  
 بداندیش کی نگہ چینی عوام کا لانعام کو دہو کہ میں ڈالتی ہے یہ ہی جانتے والے جانتے ہیں  
 کہ یکطرفہ نشان بہت جھٹکا اس عاجز سے ظہور میں آچکے ہیں جنکے دیکھنے والے زندہ موجود  
 ہیں مگر کیا علماء باوجود ثبوت پیش کر نیکے انکو قبول کر لیں گے ہرگز نہیں۔ اور یہ یہ یاد رہے  
 کہ یہ تمام کلمات اور یہ طریق جو اختیار کیا گیا ہے یہ محض ان منکروں کا جلدی فیصلہ  
 کرنے کے ارادہ اور نیز نکات و افحام کے خیال اور ان پر تمام حجت کی غرض سے اور سبائی کا

کامل جلوہ دکھانے کی نیت سے اور اُس پیغام کے پہونچانے کے لئے ہے جو اس عاجز کو منجانب سے  
 دیکھا گیا ہو ورنہ نشانوں کا ظاہر ہونا ان کے مقابلہ پر موقوف نہیں نشانوں کا سلسلہ تو ابتدا سے  
 جاری اور ہر ایک صحبت میں رہنے والا بشرطیکہ صدق اور استقامت سے رہی کہ پہنچے  
 دیکھ سکتا ہے اور آئندہ بھی خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے نشان نہیں چھوڑے گا اور نہ اپنی  
 تائید سے دستکش ہوگا بلکہ جیسا کہ اس کے پاک و عظیم وہ ضرور اپنے وقتوں پر نشان  
 نازہ بتا رہا دکھاتا رہے گا جس تک وہ اپنی حجت کو پوری کرے اور حجت اور طیب میں فرق کر کے  
 دکھلاوے اُس نے آپ پر مکالمہ میں اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ دنیا میں ایک مذہب آیا  
 پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُس کو قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اُسکی  
 سچائی ظاہر کر دے گا اور میں کہی امید نہیں کر سکتا کہ وہ حملہ نہیں ہو سکے گا گو اُن کا ظہور ہی اختیار ہے  
 نہیں۔ میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ میں سچا ہوں پیارا یقیناً سمجھو کہ جتنا کہ آسمان کا  
 خدا کسی کے ساتھ نہ ہو ایسی شجاعت کہی نہیں دکھاتا کہ ایک دنیا کے مقابل پر استقامت  
 ساتھ کھڑا ہو جائے اور اُن باتوں کا دعویٰ کرے جو اس کے اختیار سے باہر ہیں جو شخص قوت اور  
 استقامت کے ساتھ ایک دنیا کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے کیا وہ آپ سے کھڑا ہو سکتا ہے؟  
 ہرگز نہیں بلکہ وہ اس ذات قدیر کی پناہ سے اور ایک غیبی ہاتھ کے سہارے سے کھڑا ہوتا ہے  
 جس کے قبضہ قدرت میں تمام زمین و آسمان اور ہر ایک روح اور جسم ہے سو انکہ میں کہوں اور  
 سمجھوں اس خدا نے مجھ عاجز کو یہ قوت اور استقامت دی ہے جس کے مکالمہ سے مجھے عزت حاصل ہے  
 اُسی طرف سے اور اسی کے کہلے کہلے ارشاد سے مجھ پر جرأت ہوئی کہ میں اُن لوگوں کے مقابل پر  
 بڑی دلیری اور دلی استقامت کھڑا ہو گیا جیسا کہ یہ دعویٰ ہے کہ ہم مقتدا اور شیخ العرب العجم اور مرقیہ  
 ہیں جنہیں وہ جماعت ہی موجود ہے جو ملہم کہلاتی ہے اور الہی مکالمہ کا دعویٰ کرتی ہے اور اپنے رُحمہ میں الہامی  
 طور پر مجھے کافروں و جہنمی ٹھہرا چکی ہے سو میں اُن کے مقابل پر یادہ تعالیٰ صادق اور کاذب  
 میں فرق کر کے دکھا دے اور تا اُن کا ہاتھ جھوٹے کو تخت الشریٰ تک پہونچا دیں اور تا وہ اس

شخص کی نصرت اور تائید کریں جب اس کا فضل و کرم ہے۔ سو یہاں دیکھو کہ یہ دعوت  
 جسکی طرف میں میاں نذیر حسین صاحب اور انکی جماعت کو بلاتا ہوں یہ درحقیقت مجھ میں  
 اور انہیں کہلا کہلا فیصلہ کو نیوالا طریق ہے سو میں اس راہ پر کھڑا ہوں اب اگر ان علماء کی  
 نظر میں ایسا ہی کا فر اور دجال اور مفتری اور شیطان کا رہ زدہ ہوں تو میرے مقابل پر  
 انہیں کیوں تامل کرنا چاہیے کیا انہوں نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا کہ عندالمقابلہ نصرت الہی  
 مومنوں کے ہی شالحال ہوتی ہے السد حشائہ قرآن کریم میں مومنوں کو فرماتا ہے ﴿وَكَلَّا  
 تَهْنُؤُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ یعنی اے مومنو  
 مقابلہ سے ہمت مت مارو اور کچھ اندیشہ مت کرو اور انجام کار غلبہ تمہیں کا ہی اگر تم  
 واقعی طور پر مومن ہو اور فرماتا ہے لَنْ يُجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا  
 یعنی خدا یتعالیٰ ہرگز کا فر کو مومن پر راہ نہیں دیگا سو دیکھو خدا یتعالیٰ نے قرآن کریم میں مقابلہ  
 کیوقت مومنوں کو فتح کی بشارت دی رکھی ہے اور خود ظاہر ہے کہ خدا یتعالیٰ مومن کی حامی  
 اور ناصر ہوتا ہے مفتری کا ہرگز ناصر و حامی نہیں ہو سکتا سو جسکا خدا یتعالیٰ آپ دشمن ہو اور جاننا  
 کہ وہ مفتری ہے ایسا نا اہل آدمی کیونکر مومن کے مقابل پر ایمان کے علامت خاصہ سے خلعت یا  
 ہو سکتا ہے پہلا یہ کیونکر ہو کہ جو لوگ خدا یتعالیٰ کے پیارے دوست اور پیچھے الہامات کے وارث  
 اور نیز مومنین کا ملین اور شیخ الکمل ہوں وہ تو مقابلہ کیوقت ایمانی نشانوں سے محروم رہ جائیں اور  
 بڑی ذلت کے ساتھ لنگی پردہ دری ہو اور عہد خدا یتعالیٰ انکی بزرگی اور نیکی نامی کو صدمہ پہنچاؤ  
 لیکن وہ جو راندہ درگاہ الہی اور بقول شیخ بٹالوی کتوں کی طرح اور کا فر اور دجال اور قبول  
 میاں نذیر حسین بکلی ایمان سے بے نصیب ہیں محمد اور ہر ایک مخلوق سے برتر ہو انہیں ایمانی  
 نشان پاؤں جائیں اور خدا یتعالیٰ عندالمقابلہ اسی کو فتح مند اور کامیاب کرے ایسا ہونا تو  
 ہرگز ممکن نہیں۔ ناظرین آپ لوگ ایمان فرائض میں کہ کیا آسمانی اور روحانی تائید مومنوں کو  
 ہوتی ہے یا کافروں کے لئے ؟ اس تمام تقریر میں جیسے ثابت کر دیا ہے کہ حق اور باطل میں کہلا

کہلا فرق ظاہر کرنے کے لیے مقابلہ کی از ضرورت ہو۔ تاسیہ کے رشود بہر کہ درخش باشد یعنی  
حضرت شیخ النکل صواباً انہی کے شاگردوں کی زبان درازیوں پر بہت صبر کیا اور ستایا گیا  
اور آپ کو روکنا رہا۔ اب میں مامور ہو نیکی وجہ سے اس دعوت الہی کی طرف شیخ النکل صاب  
اور انہی جماعت کو بلاتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس نزاع کا آپ فیصلہ کر دیگا  
وہ دلوں کے خیالات کو جانچتا اور سینوں کے حالات کو پرکھتا ہے اور کسی دل آزار  
نہیادتی اور چہرہ بالشوہم نہ نہیں کرتا وہ لا پرواہ ہے متقی وہی ہے جو اس سے ڈرے اور میری  
اس میں کیا کسر شان ہو اگر کوئی مجھے کتا کہے یا کافر کا فر اور دجال کر کے پکارے وہ حقیقت حقیقی  
طور پر انسان کی کیا غرت ہے صرف اُس کے نور کے پر تو ہ پڑے نہ عزت حاصل ہوتی  
ہے اگر وہ مجھے پیر مراضی ٹھہرے اور میں اُس کی نگاہ میں بدلا ہوں تو پھر کتے کی طرح کیا  
ہزار درجہ کتنے بدتر ہوں۔ اگر خدا از جنت و خوشنودیت بھیج جیونی چو او مروودیت

گر سب نفس دے نہ اپد و ریم	از سگان کو چہ ماہم کستدیم
اے خدا اے طالبان را رہنما	ایکمرہ تو حیات روح ما
بدیضا سے خویش کن انجام ما	تا بیدار در دو عالم کام ما
خلق و عالم جہل در شور و ثمرانہ	طالبانت در مقام دیگرہ اند
اں یکے مانوئے بختی بدل	حال و گرامے گذاری پا بگل
چشم و گوش و دل ز تو گیر و ضیاء	ذرات تو سرخسہ فیض و ہدا

غرض خداوند قادر قدوس میری پناہ ہے اور میں تمام کام اپنا اسی کو سونپتا ہوں اور  
کالیوں کے عوض میں گالیاں دینا نہیں چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک ہی چیز کہیگا  
خدا کہ ان لوگوں نے تھوڑی سی بات کو بہت دور ڈال دیا اور خدا تیرا گواہ بات پر قادر  
نہ سمجھا کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے مامور کر کے بھیجے کیا انسان اسے لڑ سکتا ہے یا آدم زاد کو کسی  
اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا۔ کیا وہ رست پر



قادر نہیں کہ ایک کی قوت اور طبع دوسرے کو عطا کرے اور ایک کا رنگ اور کیفیت دوسرے  
 میں کہہ دیوے اور ایک کے اسم سے دوسرے کو موسوم کر دیوے اگر انسان کو خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت  
 پر ایمان ہو تو وہ بلا تامل ان باتوں کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بلاشبہ اسد جلثانہ ہر ایک بات پر  
 قادر ہے اور اپنی باتوں اور اپنی پیشگوئیوں جس طرح اور طریق اور جس پیرے چاہے پورا کر سکتا ہے  
 ناظرین تم آپ ہی سوچ کر دیکھو کہ کیا آئینوالے عیسیٰ کی نسبت کسی جگہ یہ بھی لکھا تھا  
 کہ وہ دراصل وہی بنی اسرائیلی نامری صاحب انجیل ہوگا بلکہ بخاری میں جو بعد کتاب البس  
 صح الکتاب کہلاتی ہے بجا نوحان باتوں کے اصنام کہ منکہ لکھا ہے اور حضرت مسیح  
 کی وفات کی شہادت دی ہے جسکی آنکھیں ہیں دیکھے منصفو سمیع کے جواب دو کہ گیب  
 قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑ نیوالا اور نبیوں  
 قتل کر نیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لایا والا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کر نیوالا  
 ظہور کریگا اور آیت **الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ** اور آیت **حَتَّى يُعْطِيَ الْجَنَّةَ يَوْمَئِذٍ**  
 اسوقت منسوخ ہو جائے گی اور نبی وحی قرآنی وحی چھٹ منہ کیہ چھپی گی۔ اسے لوگو اے مسلمانوں کی  
 ذریت کہلانیوالو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری  
 کرو اور اس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ اور بالآخر میں ناظرین کو  
 مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر حضرت مولوی نذیر حسین صاحب نے انکی جماعت نے  
 تکفیر کا دفتویٰ دیا ہے اور میرا نام کا فر اور دجال رکھا ہے اور وہ گالیاں دی ہیں کہ کوئی  
 مہذب آدمی غیر قوم کے آدمی کی نسبت بھی پسند نہیں کرتا اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ گویا یہ  
 باتیں میری کتاب تو ضمیمہ مراہ راہ ازالہ اور ہمارے میں درج ہیں۔ میں انشاء اللہ القدر  
 عنقریب ایک مستقل رسالہ میں ان تمام مقامات معترض علیہا کو لکھ کر منصفین کو دکھائوں گا  
 کہ کیا درحقیقت مینہ اسلام کے عقیدے سے انحراف کیا ہے یا انہیں کی آنکھوں پر پردہ اور انہیں کے  
 دلوں پر غم ہیں کہ باوجود علم کے دعوے کی حقیقت کو شناخت نہیں کر سکتے اور اس

پل کی طرح جو یک دفعہ ٹوٹ کر ہر طرف ایک سیلاب پیدا کر دی لوگوں کی سدا راہ ہو رہی ہیں یاد رکھو کہ آخر یہ  
لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ اپنی منہ بند کر لیں اور بڑی مذمت اور ذلت کے ساتھ تکفیر کے جو شمس سے  
دستکش ہو کر ابھی ٹھنڈے ہو جائیں گے کہ عیسوی کوئی بہتر کئی ہوئی آگت پانی ڈال دی لیکن انسان کی  
تمام قابلیت اور زیرکی اور عقلمندی اس پر کچھ سمجھانے سے پہلے سمجھ اور خیال نیسے پہلو بات کو پا جائے  
اگر سخت مغز خواری کے بعد سمجھا تو کیا سمجھا بہتوں پر عنقریب بے زمانہ آئیو والا ہو کہ وہ کافر بنانے  
اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کر گئے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کر لیں گے  
مگر کہاں دھڑھلی بات اور کہاں یہ۔ اکنون ہزار عذبیاری گناہ را۔ مثنوی کردہ را بنود زیر بغری  
سوائے میری پیاری قوم اس وقت کو غنیمت سمجھ یہ تیرا گمان صحیح نہیں ہے کہ اس صدی کے  
سر پر آسمان وزمین کے خدا نے کوئی سجدہ اپنی طرف سے نہ بھیجا بلکہ فرما اور دجال بھیجا تا زمین  
میں فساد پھیلے اے قوم نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کا کچھ لچا کر اور خدا تعالیٰ سے ڈرا و نمرت کو  
ردست کر سہ غافل مشور کا عقلی دریاب گر صاحب دلی و شاید کہ تمواں یافتن دیگر چیزیں الہام را  
والسلام علی من اتبع الهدی

نوٹ مندرجہ بالا رسالہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۹ء کو بعد نماز ظہر مسجد کمان واقع قلایان میں ایک جم غفیر کے روبرو  
مولوی عبد الکبریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ اور بعد اختتام یہ تجویز حاضرین کے روبرو پیش کی گئی کہ انجن کے  
ممبر کون کون صاحب قرار دئے جائیں اور سطح اسکی کاروائی شروع ہو حاضرین نے جن کے نام نامی مل  
میں رج کئے جاتے ہیں اور جو محض تجویز مذکورہ بالا پر غور کرنے اور مشورہ کر نیکے لئے تشریف لائے تھے  
بالاتفاق یہ قرار دیا کہ سر دست رسالہ مذکور شائع کر دیا جائے اور مخالفین کا عذر یہ معلوم کر کے بعد ان  
بتراضی فریقین انجن کے ممبر مقرر کئے جائیں اور کارروائی شروع کی جائے جو اصحاب اس جلسہ میں  
موجود ہوئے انکے نام نامی یہ ہیں۔

منشی محمد ارشد صاحب نے نویسن محکمہ جریٹ کیپوٹا	منشی شمس الدین صاحب کلکتہ دفتر اگزیمینر لاہور۔
منشی محمد عبدالرحمن صاحب محرر محکمہ جرنیلی ایضا	منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ دفتر اگزیمینر لاہور۔

منشی حبیب الرحمن صاحب رئیس کپور تہلہ  
 منشی ظفر احمد صاحب اپیلندیس  
 منشی محمد خان صاحب اہلہم فوجدار سی  
 منشی سردار خان صاحب کوٹ و فدا  
 منشی امداد علی خان صاحب سر شہر تعلیم  
 مولوی محمد حسین صاحب کپور تہلہ  
 حافظ محمد علی صاحب کپور تہلہ  
 مرزا خدابخش صاحب الباقی نواب مالیر کوٹہ  
 منشی رستم علی صاحب پٹی انپکٹر پولیس کپور تہلہ  
 ڈپٹی حاجی سید فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر انہار  
 میان محمد چٹو صاحب رئیس لاہور  
 حاجی خواجہ محمد الدین صاحب رئیس لاہور  
 خلیفہ حبیب الدین صاحب رئیس لاہور  
 میر محمد شاہ صاحب نفلندیس سیالکوٹ  
 منشی دوست محمد صاحب اجٹ پولیس جموں  
 مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس جموں  
 منشی غلام محمد صاحب خلیفہ مولوی دین محمد لاہور  
 سائیں شیر شاہ صاحب مجذوب جموں  
 صاحبزادہ افتخار احمد صاحب کدمانہ  
 قاضی خواجہ علی صاحب ٹہیکہ دار شکر کدمانہ  
 حافظ نور احمد صاحب کارخانہ دار پشینہ کدمانہ  
 شہزادہ حاجی عبدالجید صاحب کدمانہ  
 منشی نبی بخش صاحب کلارک دفتر الزمیر لاہور  
 حافظ فضل احمد صاحب کلارک  
 مولوی عظیم الدین صاحب لاہور  
 مولوی غلام حسین صاحب نام مسجد گٹ لاہور  
 منشی عبدالرحمن صاحب کلارک لوکو آفس لاہور  
 مولوی عبدالرحمن صاحب مسجد چنیان لاہور  
 منشی کرم الہی صاحب لاہور  
 سیدنا مرثاہ صاحب اورسیر  
 حافظ محمد اکبر صاحب لاہور  
 مولوی غلام قادر صاحب نصیح مالک ہتھم پنجاب پریس  
 وینیو سپل کشنریا لکوٹ  
 مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ  
 میر حامد شاہ صاحب اہلہم معافیات سیالکوٹ  
 منشی دوست محمد صاحب اجٹ پولیس جموں  
 مفتی فضل الرحمن صاحب رئیس جموں  
 منشی غلام محمد صاحب خلیفہ مولوی دین محمد لاہور  
 سائیں شیر شاہ صاحب مجذوب جموں  
 صاحبزادہ افتخار احمد صاحب کدمانہ  
 قاضی خواجہ علی صاحب ٹہیکہ دار شکر کدمانہ  
 حافظ نور احمد صاحب کارخانہ دار پشینہ کدمانہ  
 شہزادہ حاجی عبدالجید صاحب کدمانہ

حاجی عبدالرحمن صاحب لدانہ	خلیفہ نور الدین صاحب صحافت جمون
شیخ شہاب الدین صاحب لدانہ	قاضی محمد اکبر صاحب سابق تحصیلدار جمون
حاجی نظام الدین صاحب لدانہ	شیخ محمد جان صاحب ملازم راجہ مر سنگھ صاحب وزیر آباد
شیخ فہید الحق صاحب لدانہ	مولوی عبدالغفار صاحب مدرس جالپور
مولوی محکم الدین صاحب مختار امرتسر	شیخ رحمت اللہ صاحب بیونسپل کشتہ گجرات
شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر	شیخ عبدالرحمن صاحب بی اسے گجرات
منشی غلام محمد صاحب کاتب امرتسر	منشی غلام اکبر صاحب بنیم کلرک گزینہ نرس لاہور
میان چراغ علی صاحب ساکن تہہ غلام نبی	میان جمال الدین صاحب ساکن موضع سیکھون
شیخ شہاب الدین صاحب	میان امام الدین صاحب
میان عبداللہ صاحب ساکن سپہل	میان خیر الدین صاحب
مرزا اسماعیل بیگ صاحب قادیانی	داروغہ نعمت علی صاحب شمی عباسی بٹالوی
میان بڈھے خان نمبردار پیری	حافظ حابد علی صاحب ملازم مرزا صاحب
مرزا محمد علی صاحب رئیس پٹی	حکیم جان محمد صاحب امام مسجد قادیانی
حافظ عبدالرحمن صاحب ساکن سوہیان	مولوی محمد عیسیٰ صاحب مدرس نوشہرہ
شیخ محمد عمر صاحب خلیفہ حاجی غلام محمد صاحب ٹالہ	بابو علی محمد صاحب رئیس ٹالہ

یہ دیکھ کر جس نے تجھے صاحب ملازم ریاست جموں اسماعیلی تھانوی کی طرف سے دعوت

میرے مخلص دوست اور لہبی رفیق اخویم حضرت مولوی حکیم نور دین صاحب  
فانی فی ابتغاء مرضات ربانی ملازم و معالج ریاست جموں نے ایک عنایت نلہ  
مورخہ ۶ جنوری ۱۸۹۲ء اس عاجز کی طرف سے بھیجا ہے جسکی عبارت کسی قدر

نیچے لکھی جاتی ہر اور وہ یہ ہے۔ خاکسار نابکار نور الدین بھٹو خدام والا مقام  
حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمن السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد کمال  
ادب عرض پر دان ہے۔ غریب نواز اے پریر و زیا یک عرضی خدمت میں روانہ کی  
اس کے بعد یہاں جموں میں ایک عجیب طوفان بے تمیزی کی خبر پہنچی جسکو بضرورت  
تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں ازالہ اوہام میں حضور والا نے  
ڈاکٹر جگن ناتھ کی نسبت ارقام فرمایا ہے کہ وہ گریز کر گئے اب ڈاکٹر صاحب نے میرے  
ایسے لوگوں کو جو اس معاملہ سے آگاہ تھے کہا ہے۔ سیاہی سے یہ بات لکھی گئی  
ہے سرخی سے اس پر قلم پھیر دینا ہرگز گریز نہیں کیا اور نہ کسی نشان کی  
تخصیص چاہی مردہ کا زندہ کرنا میں نہیں چاہتا اور نہ خشک درخت کا ہر ہونا۔  
یعنی بلا تخصیص کوئی نشان چاہتا ہوں جو انسانی طاقت سے بالاتر ہو۔

نوٹ: حضرت مولوی صاحب کے محبت نامہ موصوفہ کے چند فقرہ لکھتا ہوں غور سے پڑھنا چاہئے تا معلوم ہو  
کہ کہتا تک حامی فضل مولا کو انشج صد و صدق قدم و یقین کا لکھا گیا ہے اور وہ فقرات یہ ہیں۔  
”حالی جناب میرزا جی مجھے اپنی قدموں میں جگہ دو۔ اللہ کی رضا مندی چاہتا ہوں اور جس طرح وہ رضی  
ہو سکے طیار ہوں اگر آپ کے مشن کو انسانی خون کی آبپاشی ضرور ہو تو یہ نابکار (مگر محب انسان)  
چاہتا ہے کہ اس کام میں کام آدے“ تمہ کلامہ جزاۃ اللہ۔ حضرت مولوی صاحب جو انکسار اور  
ادب اور ایثار مال و عزت اور جان فشان میں فانی ہیں وہ خود نہیں بولتے بلکہ اُن کی  
روح بول رہی ہے درحقیقت ہم اُسی وقت سچے بندہ ٹھہر سکتے ہیں کہ جو خداوند منہم  
نے ہمیں دیئے ہم اس کو واپس دیں یا واپس دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہماری  
جان اس کی امانت ہے اور وہ فرماتا ہے کہ رح واکامانات الی اہلھا

سرکہ نہ درپائے عزیزش رود  
بارگران ست کشیدن بدوش منہ

اب ناظرین پر واضح ہو کہ پہلے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی ایک خط میں نشان  
تخصیص کے ساتھ طلب کیا تھا جیسے مردہ زندہ کرنا وغیرہ اسپر ان کی  
خدمت میں خط لکھا گیا کہ تخصیص ناجائز ہے خدا تعالیٰ اپنے ارادہ اور  
اپنے مصالح کے موافق نشان ظاہر کرتا ہے اور جبکہ نشان کہتے ہی  
اُس کو ہیں کہ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو تو پھر تخصیص کی کیا حاجت ہے  
کسی نشان کے آزمائیکے لیے یہی طریق کافی ہے کہ انسانی طاقتیں اُسکی نظیر پیدا  
نہ کر سکیں اس خط کو جواب ڈاکٹر صاحب نے کوئی نہیں دیا تھا اب پہلے ڈاکٹر صاحب  
نشان دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور مہربانی فرما کر اپنی اُس پہلی قید کو اٹھا  
لیا ہوا اور صرف نشان چاہتے ہیں کوئی نشان ہو مگر انسانی طاقتوں سے  
بالاتر ہو لہذا آج ہی کی تاریخ یعنی ۱۱ جنوری ۱۸۹۲ء کو بروز دوشنبہ  
ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں کمرۂ دعوت حق کے طور پر ایک خط رجسٹری  
شدہ بھیجا گیا ہے جس کا مضمون ہے کہ اگر آپ بلا تخصیص کسی نشان  
دیکھنے پر سچر دل سے مسلمان ہونیکے لئے تیار ہیں تو اخبارات مندرجہ  
حاشیہ میں حلفائے اقرار اپنی طرف سے شائع کر دیں کہ میں جو فلاں ابن فلاں  
ساکن بلدہ فلاں یا ست جموں میں برعہدہ ڈاکٹری متعین ہوں سو وقت  
حلفاً اقرار صحیحہ سر اسرنیک نیتی اور حق طلبی اور خلوص دل سے کرتا ہوں کہ  
اگر میں اسلام کی تائید میں کوئی نشان دیکھوں جسکی نظیر مشاہدہ کرانے  
میں عاجز آ جاؤں اور انسانی طاقتوں میں اُسکا کوئی نمونہ انہیں تمام لوازم کے  
ساتھ دیکھلانہ سکوں تو بلا توقف مسلمان ہو جاؤں گا اس شاعت اور اسرار  
کی اس ضرورت ہو کہ خدا سے قیوم و قدوس ہاں ہی اور تعین کی طرح کوئی نشان  
دیکھلانا نہیں چاہتا جب تک کوئی انسان پوری انکسار اور ہدایت یابی کی

غرض سے اسکی طرف رجوع نہ کرے تب تک وہ بنظر رحمت رجوع نہیں کرتا  
اور شانت سے خلوص اور پختہ ارادہ ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس عاجز و خداتعلیٰ  
کے اعلام سے ایسی نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کے وعدہ پر ہشتہار  
دیا ہے سو وہی میعاد ڈاکٹر صاحب کے لئے قائم رہیگی طالب حق کے لئے یہ کوئی بڑی  
میعاد نہیں اگر میں ناکام رہا تو ڈاکٹر صاحب جو سزا اور تاوان میرے  
مقدرت کے موافق میرے لئے تجویز کریں وہ مجھے منظور ہے اور بخدا  
مجھے مغلوب ہونے کی حالت میں سزا سے موت سے بھی کچھ عذر نہیں  
ہماں بہ کہ جاں دروہ افشائیم والسلام علی من اتبع الهدی  
جہاں راجہ نقصاں اگر من نمائم  
یا زوہم جنوری ۱۹۲۸ء  
خاک امیر اعظم احمد قادیانی عفی اللہ عنہ

پنجاب گزٹ اور رسالہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور ناظم الہند لاہور اور اخبار عالم لاہور اور نور افشاں لاہور

## منصفین کے غور کے لائق

یہ بات بالکل سچ ہے کہ جب لکی بھین بندھتی ہیں تو جسمانی انجین بلکہ سارے اس ساتھ ہی بندھ جاتے ہیں  
پھر انسان دیکھتا ہوا انہیں دیکھتا اور سنتا ہوا انہیں سنتا اور سمجھتا ہوا انہیں سمجھتا اور زبان پر  
حق جاری نہیں ہو سکتا۔ دیکھو ہمارے محبوب معلوی کیسے دانا کہلا کر تعصب کی وجہ سے  
نادانی میں ڈوب گئے دینی دشمنوں کی طرح آخر افتراؤں پر آگئے۔ ایک صاحب اس عاجز  
کی نسبت لکھتے ہیں کہ ایک اپنی لڑکے کی نسبت الہام سے خبر دی تھی کہ یہ بالکمال ہو گا حالانکہ  
وہ صرف چند ہینڈ جی کر مر گیا پھر جو ہے کہ ان جلد باز مولویوں کو ایسی باتوں کے کہنی کی وقت

کیوں لعنت اللہ علی الکاذبین کی آیت یاد نہیں رہتی اور کیوں بیک دفعہ اپنے باطنی  
 حیزام اور عداوت اسلام کو دکھلانے لگے ہیں اگر کچھ حیا ہو تو اب اس بات کا ثبوت  
 دیں کہ اس عاجز کے کس الہام میں لکھا گیا ہے کہ وہی لڑکا جو فوت ہو گیا درحقیقت وہی  
 موعود لڑکا ہے الہام اُپنی میں صرف اجمالی طور پر خبر ہے کہ ایسا لڑکا پیدا ہو گا اور خدا تعالیٰ  
 کے پاک الہام کسی کو اتنا رہ کر کے مورد اُس پیشگوئی کا نہیں ٹھہرایا بلکہ اشتہار فروری  
 ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ بعض لڑکے صغیر سن میں فوت ہی ہوں گے اور اس بچے  
 کے فوت ہونے سے ایک پیشگوئی پوری ہوئی یا کوئی پیشگوئی جھوٹی نکلی اب فرض کے طور پر  
 کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی اپنے بچے پر یہ خیال ہی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر  
 موعود ہو اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام اُپنی کا کیا قصور ہو گا کیا نبیوں کے  
 اجتہادات میں اسکا کوئی نمونہ نہیں! اگر ہم نے وفات یافتہ لڑکے کی نسبت کوئی قطعی  
 الدالت الہام کسی اپنی کتاب میں لکھا ہے تو وہ پیش کریں جو ٹھہر بولنا اور نجاست کہانا  
 ایک برابر ہے تعجب کہ ان لوگوں کو نجاست خور سی کا کیوں شوق ہو گیا آج تک صد ہا الہامی  
 پیشگوئیاں سچائی سے ظہور میں آئیں جو ایک دنیا میں مشہور کی گئیں مگر ان مولویوں نے ہمدردی  
 اسلام کی راہ سے کسی ایک کا ہی ذکر نہ کیا۔ دیکھئے کہ کارادہ سیر ہندوستان و پنجاب سے  
 ناکام رہنا صد ہا لوگوں کو پیش از وقوع سنایا گیا تھا۔ بعض ہندوؤں کو پندت دیانند کی  
 موت کی خبر چند ہینے اُس کے مرنے سے پہلے بتلائی گئی تھی اور یہ لڑکا بشیر الدین محمود جو  
 پہلے لڑکے کے بعد پیدا ہوا ایک اشتہار میں اسکی پیدائش کی قبل از تولد خبر دی گئی تھی  
 سردار محمد حیات خاں کی معطلی کے زمانہ میں انکی دوبارہ بحالی کی لوگوں کو خبر سنا دی گئی  
 تھی۔ شیخ مہر علی صاحب یس ہو شیار پور پر مصیبت کا آنپیش از وقت ظاہر کیا گیا تھا  
 اور پھر انکی بریت کی خبر نہ صرف اُنکو پیش از وقت پہنچائی گئی تھی بلکہ صد ہا آدمیوں میں  
 مشہور کی گئی تھی۔ ایسا ہی صد ہا نشان ہیں جنکے گواہ موجود ہیں کیا ان دیندار مولویوں نے



کہی ان شانوں کا یہی نام لیا جسکے دل پر خدا تعالیٰ مہر کرے اسکی دل کو کون کہو لے۔ اب ہی یہ  
 لوگ یاد رکھیں کہ انکی عداوت سے اسلام کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا کیڑوں کی طرح خود ہی  
 مرجائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا  
 میں پھیلاوے۔ اسلام کی برکتیں اب ان گس طینت مولونکی بک بک سرک نہیں سکتیں۔  
 خدا تعالیٰ نے مجھ مخاطب کے کوصاف لفظوں میں فرمایا ہرانا الفتح افتتاح۔ تدری نصراً  
 عجیباً و مخزون علی المساجد۔ ربنا اغفر لنا انما کنا خاطئین۔ جلالہ البص  
 فاستقہ کما امرت۔ الخوارق تحت منتهی صدق الاقدام کذلک جمیعاً  
 ومع اللہ جمیعاً۔ عسے ان یبعثک ربک مقاماً محموداً اسیعے میں قیام ہو  
 تجھے فتح دونگا ایک عجیبے تو دیکھے گا اور منکرینے بعض انکی جنکی قسمت میں ہدایت  
 مقدر ہے اسپر سجدہ گا ہوں پر گرے گی یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ  
 بخش ہم خطا پر تھے۔ یہ صدق کے بلا بیب ہیں جو ظاہر ہوں گے۔ سو جیسا کہ تجھے حکم  
 کیا گیا ہو استقامت اختیار کر خوارق یعنی کرامات اُس محل پر ظاہر ہوتی ہیں جو انتہائی درجہ  
 صدق اقدام کا ہے۔ تو سارا خدا کے لئی ہو جا تو سارا خدا کے ساتھ ہو جا۔ خدا تجھے اُس  
 مقام پر اُٹھائی گا جس میں تو تعریف کیا جائیگا اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور سبقت  
 اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دونگا اور بڑا دونگا اور تیری انار میں کثرت  
 رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب کمولو یو  
 ای بخل کی سرشت والو اگر طاقت ہو تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو مال کر دکھاؤ ہر ایک  
 قسم کے فریاد میں لاؤ اور کوئی فریب اُٹھانہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ  
 غالب رہتا ہو یا تمہارا والہ السلام علی من اتبع الهدی

الْمُنْبِیَّہ النَّاصِیَہ  
 مرزا غلام احمد قادیانی

## میر عباس علی صاحب لدہانوی

چونکہ نوی سخنِ اہلِ دل کو خطا است سخن شناسنِ دلبرِ اخطا اینجاست  
 یہ میر صاحب ہی حضرت ہیں جنکا ذکر بالغیر میں نے ازادِ اودام کے صفحہ ۹۰ میں بیعت کرنے  
 والوں کی جماعت میں لکھا ہے افسوس کہ وہ بعض موسوسین کے دوسوہ اندازی سے سخت  
 لغزش میں آگئے بلکہ جماعتِ اعدا میں داخل ہو گئے۔ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ انکی  
 نسبت تو الہام ہوا تھا کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء اس کا یہ جواب ہے  
 کہ الہام کے صرف اس قدر معنی ہیں کہ اصل اسکا ثابت ہو اور آسمان میں اسکی شاخ ہے  
 اس میں تصریح نہیں ہو کہ وہ باعتبار اپنی اصل فطرت کے کس بات پر ثابت ہیں بلاشبہ  
 یہ بات ماننے کے لایق ہے کہ انسان میں کوئی نہ کوئی فطرتی خوبی ہوتی ہے جسپر وہ ہمیشہ  
 ثابت اور مستقل رہتا ہے اور اگر ایک کافر سے اسلام کی طرف انتقال کری تو وہ  
 فطرتی خوبی ساتھ ہی لاتا ہے اور اگر پھر اسلام سے کفر کی طرف انتقال کر کے تو اس خوبی کو  
 ساتھ ہی لیجاتا ہے کیونکہ فطرتِ اللہ اور خلقِ اللہ میں تبدل اور تغیر نہیں افرادِ نوح انسان  
 مختلف طور کے کانوں کی طرح ہیں کوئی سونے کی کان کوئی چاندی کی کان کوئی پستل کی  
 کان پس اگر اس الہام میں میر صاحب کی کسی فطرتی خوبی کا ذکر ہو جو غیر متبدل ہو تو کچھ تعجب  
 نہیں اور نہ کچھ اعتراض کی بات ہو بلاشبہ یہ مسلم مسئلہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان میں کفار میں بھی  
 بعض فطرتی خوبیاں ہوتی ہیں اور بعض اخلاق فطرتاً انکو حاصل ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے مجسمِ ظلمت  
 اور سرسراہی میں کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کیا ہاں یہ سچ ہے کہ کوئی فطرتی خوبی بجز خصوصاً مستقیم  
 کے جسکا دوسرے لفظوں میں اسلامِ عام ہی موجبِ نجاتِ اخروی نہیں ہو سکتی کیونکہ اعلیٰ درجہ کی خوبی  
 ایمان اور خدا شناسی اور رستِ اروی اور خدا ترسی ہے اگر وہی نہ ہوئی تو دوسری خوبیاں بچہ چرخ  
 علاوہ اسکی یہ الہام اس زمانہ کا ہے کہ جب میر صاحب میں ثابت قدمی موجود تھی۔ زبردست طاقت

اخلاص کی پائی جاتی تھی اور پندل میں وہ ہی یہی خیال کھتے تھو کہ میں ایسا ہی ثابت رہوں گا سو خدا تعالیٰ  
 نے انکی اسوقت کی حالت موجودہ خبر دیدی یہ بات خدا تعالیٰ کی تعلیمات وحی میں شائع متاع است  
 کہ وہ موجودہ حالت کے مطابق خبر دیتا ہو کسی کے کافر ہونیکلی حالت میں اسکا نام کافر ہی رکھتا ہو اور  
 مسکومومن اور ثابت قدم ہونیکلی حالتیں اسکا نام مومن اور مخلص اور ثابت قدم ہی رکھتا ہو خدا تعالیٰ کی کلام میں  
 اس کے منہ نہت ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ میر صاحب موصوف عرصہ سال تک عواض  
 اور محبت اور ثابت قدمی سے اس عاجز کے مخلص نہیں شامل ہو اور خلوص جو ش کیونچہ بیوس کے وقت نہ صرف  
 آپ انہوں نے بیعت کی بلکہ اپنی دوسر عزیزوں اور رفیقوں اور دوستوں اور متعلقوں کو بھی اس سلسلہ  
 میں داخل کیا اور اس دس سال کے عرصہ میں بسقد انہوں نے اخلاص اور ارادت سے بہرہ ور ہوئے ہیں  
 انکا اس وقت میں اندازہ بیان نہیں کر سکتا لیکن دو سو کے قریب بھی ایسے خطوں انکی موجود ہونگی جنہیں  
 انہوں نے انتہا درجہ کی عجز اور انکارسے اپنی اخلاص اور ارادت کا بیان کیا ہو بلکہ بعض خطوں میں اپنی وہ  
 خوابیں لکھی ہیں جنہیں گویا روحانی طور پر انکو تصدیق ہوئی ہے کہ یہ عاجز بنجانا لب اللہ ہی اور اس  
 عاجز کے مخالف بل پر ہیں اور نیز وہ اپنی خوابوں کی بنا پر اپنی معیت دائمی ظاہر کرتے ہیں گویا  
 وہ اس جہان اور اس جہان میں ہمارے ساتھ ہیں ایسا ہی لوگوں میں بکثرت انہوں نے یہ خوابیں لکھی  
 ہیں اور اپنی مریدوں اور مخلصوں کو بتلائی ہیں اب ظاہر ہے کہ جس شخص نے اس قدر جوش سے اپنا  
 اخلاص ظاہر کیا ہے شخص کی حالت موجودہ کی نسبت اگر خدا تعالیٰ کا الہام ہو کہ یہ شخص اسوقت ثابت قدم  
 ہو مگر نزل نہیں تو کیا اس الہام کو خلاف واقعہ کہا جائیگا بہت الہام صرف موجودہ حالات کے آئینہ ہونے  
 ہیں عواقب سے لگو کچھ تعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ بات بھی ہو کہ جب تک انسان زندہ ہو اسکی سوا حالت پر  
 حکم نہیں کر سکتے کیونکہ انسان کا دل اللہ جل شانہ کے قبضہ میں ہے میر صاحب تو میر صاحب ہیں  
 اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر  
 سکتا ہو۔ غرض یہ الہام حال پر دلالت کرتا ہو تاں پر ضروری طور پر اسکی دلالت نہیں ہے  
 اور تاں ابھی ظاہر ہی نہیں ہے بہتوں نے راستبازوں کو چھوڑ دیا اور پھر دشمن بن گئے مگر بعض

پہر کوئی کرشمہ قدرت دیکھ کر پشیمان نہ ہو اور زار زار رومے اور اپنی گناہ کا اقرار کیا اور رجوع لائے۔  
 انسان کا دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس حکیم مطلق کی آزمائشیں ہمیشہ ساتھ لگی ہوتی ہیں  
 سو میر صاحب اپنی کسی پوشیدہ خامی اور نقص کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے اور پہر اس ابتلا کے اثر سے  
 جوش ارادت کو غرض میں قبض پیدا ہوئی اور پہر قبض سے خشکی اور اجنبیت اور اجنبیت سے ترک ادب  
 اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جبری عداوت اور ارادہ تحقیر و استحقاق و توہین پیدا  
 ہو گیا۔ عبرت کی جگہ ہر کہتا کہہاں پہنچ کر کیا کسی وہم یا خیال میں تھا کہ میر عباس علی کا یہ حال ہو گا  
 مالک الملک جو چاہتا ہر کہتا ہر میر دوستوں کو چاہیے کہ انکی تعظیم و عاکریں اور اپنی بہائی فراماندہ  
 اور درگذشتہ کو اپنی ہمدردی سے محروم نہ کہیں اور میں ہی انشاء اللہ الکریم دعا کروں گا۔ میں چاہتا  
 تھا کہ انکی چند خطوط بطور نمونہ اس رسالہ میں نقل کر کے لوگوں پر ظاہر کروں کہ میر عباس علی کا اخلاص  
 کس درجہ پر پہنچا تھا اور کس طور کی خواہیں وہ ہمیشہ ظاہر کیا کرتے تھے اور کن انکساری الفاظ  
 اور تعظیم کے الفاظ سے وہ خط لکھتے تھے لیکن افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں انشاء اللہ  
 کسی دوسرے وقت میں حسب ضرورت ظاہر کیا جائیگا۔ یہ انسان کے تغیرات کا ایک نمونہ ہر کہ شخص  
 جسکے دل پر ہر وقت عظمت اور ہیبت سچی ارادت کی طاری رہتی تھی اور اپنی خطوط میں اس  
 عاجز کی نسبت خیفۃ اللہ فی الارض لکھا کرتا تھا آج اسکی کیا حالت ہو پس خدا تعالیٰ سے ڈرو  
 اور ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ وہ محض اپنی فضل سے تمہارے دلوں کو حق پر قائم رکھے اور لغزش سے  
 بچاؤ اپنی استقامت و پیرہ و سہ مت کر دیا استقامت میں فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی  
 بڑا ہو گا جن کو ایک ساعت کے لئے ابتلا پیش آگیا تھا اور اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ انکو نہ تھامتا تو  
 خدا جان کیا حالت ہو جاتی بیچھے اگرچہ میر عباس علی صاحب کی لغزش سے رنج بہت ہوا لیکن  
 پہر میں دیکھتا ہوں کہ جبکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نمونہ پر آیا ہوں تو یہ ہی ضرور تھا کہ  
 میر بعض مہمیان اخلاص کے واقعات میں ہی وہ نمونہ ظاہر ہوتا یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت  
 مسیح علیہ السلام کے بعض خاص دوست جو انکی ہم نوالہ وہم پیالہ تھے جنکی تعریف میں وحی الہی بھی

نازل ہو گئی تھی آخر حضرت مسیح سے مخوف ہو گئے تھے یہود اسکو یوٹلی کیسا گہرا دوست حضرت  
 مسیح کا تہاجو اکثر ایک ہی پیالہ میں حضرت مسیح کے ساتھ کھاتا اور بڑے پیار کا دم مارتا تھا جسکو  
 بہشت کے بارہویں تخت کی خوشخبری بھی گئی تھی اور میاں پطرس کیسے بزرگ عواری تھے  
 جنگی نسبت حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ آسمان کی کنجیاں انکے ہاتھ میں ہیں جنگجو یا بہشت  
 میں داخل کریں اور جنگجو چاہیں نہ کریں لیکن آخر میاں صاحب جو صوفیہ جو کثرت دکھلائی  
 وہ انجیل پڑھنے والوں پر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کے سامنے کھڑے ہو کر اور انکی  
 طرف اشارہ کر کے نعوذ باللہ بلبند آواز سے کہا کہ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا  
 ہوں میرے صاحب ابھی اس حد تک کہاں پہنچے ہیں کل کی کس کو خبر ہے کہ کیسا ہو۔  
 میرے صاحب کی قسمت میں اگرچہ یہ لغزش مقدس تھی اور اصلہا ثابت کی ضمیمہ تائید تھی اسکی  
 طرف ایک اشارہ کر رہی تھی لیکن بٹالوی صاحب کے دوسو سا اندازی نے اور یہی میرے حکی  
 حالت کو لغزش میں ڈالا میرے صاحب ایک سادہ آدمی ہیں جنگو مسائل دقیقہ دین کی  
 کچھ نہ ہی خبر نہیں حضرت بٹالوی وغیرہ نے مفسدانہ تحریکوں سے انکو ہڑکا دیا کہ دیکھو  
 فلاں کلمہ عقیدہ اسلام کے برخلاف اور فلاں لفظ بے ادبی کا لفظ ہے میں نے سنا ہے  
 کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کھا چکے ہیں کہ لاخوینہ لجمیعین  
 اور اس قدر غلو ہے کہ شیخ نجدی کا استثناء بھی انکی کلام میں نہیں پایا جاتا تا  
 صالحین کو باہر رکھ لیتے اگرچہ وہ بعض روگردان ارادتمندوں کی وجہ سے بہت  
 خوش ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایک ٹہنی کے خشک ہو جانے سے سارا بلخ  
 برباد نہیں ہو سکتا جس ٹہنی کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے خشک کر دیتا ہے اور کاٹ  
 دیتا ہے اور اُس کی جگہ اور ٹہنیاں پھلوں اور پھولوں سے لدی ہوئی پیدا کر دیتا  
 ہے بٹالوی صاحب یاد رکھیں کہ اگر اس جماعت سے ایک نکل جائے گا تو  
 خدا تعالیٰ اُس کی جگہ بیس لائیگا اور اس آیت پر غور کریں فسوف یاتئ اللہ

بقوه یُحْجِثُهُ وَيُجَبِّتُونَهُ اِذْ لَهَّ عَلَى الْمَعْنُ مِنْ دَيْنٍ اَعَزَّةٌ عَلَى الْكَفَرِینِ \*  
 بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء  
 میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے  
 بہرا ہوا ہے سو ان الفاظ سے تو میں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان  
 ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے لیکن اُس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہو  
 اول یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے سو  
 اس دوسرے دور کرنے کے لئے میر ابھی اشتہار کافی ہے بشرطیکہ میر صاحب اسکو  
 غور سے پڑھیں۔

دوم یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں  
 ایک پجری آدمی ہوں مجوزات کا منکر اور نیستہ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور  
 انبیاء علیہم السلام کی امانت کر نیوالا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا سوان اوہام  
 کے دور کرنے کے لئے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ میں سالہ  
 مسئلہ شائع ہوگا اگر میر صاحب توجہ سے اس رسالہ کو دیکھیں گے تو بشرط توفیق ازلی  
 اپنی بے بنیاد اور بے اصل بدلتنیوں سے سخت مذمت اٹھائیں گے۔

سوم یہ کہ میر صاحب نے اپنا اس اشتہار میں اپنے مکالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ گویا  
 انکو رسولِ نانی کی طاقت ہی چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس  
 بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا سینے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی ایک مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر  
 یا تو مجھ کو رسولِ کرم کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرا دیجائے اور یا میں  
 زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرا دوں گا۔ میر صاحب کی اس تحریر نے نہ صرف مجھے  
 ہی تعجب میں ڈالا بلکہ ہر ایک واقف حال سخت متعجب ہو رہا ہے کہ اگر میر صاحب  
 یہ قدرت اور کمال حاصل تھا کہ جب چاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں اور

باتیں بوجھ لیں بلکہ دوسروں کو بھی دکھلا دیں تو پھر انہوں نے اس عاجز سے بدون تصدیق نبوی کے کیوں بیعت کر لی اور کیوں دس سال تک برابر خلوص نواؤں کے گروہ میں رہ کر توجہ کے ایک دفعہ ہی رسول کریم انکی خواب میں نہ آئے اور اپنے ظاہر نہ کیا کہ اس کذاب اور مکار اور بیدین کج بیعت کرتا ہو اور کیوں اپنے نہیں مگر اسی میں پہنسا تا ہو کیا کوئی عقلمند سمجھ سکتا ہو کہ جس شخص کو یہ اقتدار حاصل ہے کہ بات بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں چلا جاؤ اور انکی فرمودہ کے مطابق کار بند ہو اور ان سے صلح شورہ لیلے وہ دس برس تک برابر ایک کذاب اور فریبی کے پنجہ میں بہنسا رہو اور ایسے شخص کا مرید ہو جاؤ جو اندر رسول کا دشمن اور آنحضرت کی تحقیر کر نیوالا اور تخت الثریٰ میں گر نہ والے ہو زیادہ تر توجہ کا مقام یہ ہے کہ میر صاحب کے بعض دوست بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بعض خواب میں ہمارے پاس بیان کی تھیں اور کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آنحضرت نے اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ وہ شخص واقعی طور پر خلیفۃ السداور مجدد دین ہے اور اسی قسم کے بعض خط جن میں خوابوں کا بیان اور تصدیق اس عاجز کے دعویٰ کی تھی میر صاحب نے اس عاجز کو یہی لکھ کر ایک منصف سمجھ سکتا ہو کہ اگر میر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ سکتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے پہلے دیکھا وہ بہر حال اعتبار کے لائق ہوگا اور اگر وہ خواب میں آنکر اعتبار کے لائق نہیں اور اضعاف اہلام میں داخل ہیں تو ایسی خوابیں لیندہ ہی قابل اعتبار نہیں ٹھہر سکتیں ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ رسول نامی کا قادرانہ دعویٰ کس قدر فضول باسے حدیث صحیح سے ظاہر ہے کہ تمثیل شیطان دوسری خوابوں نبی کی مبرا ہو سکتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی حلیہ پر دیکھا گیا ہو ورنہ شیطان کا تمثیل انبیاء کے پیروں میں نہ صرف جائز بلکہ واقعات میں سے اور شیطان بعین توحدا تعالیٰ کا تمثیل اور اس کے خوش کی تجلی دکھلا دیتا ہو پھر انبیاء کا تمثیل اس پر کیا مشکل ہو اب جبکہ یہ بات ہے تو فرض کے طور پر اگر مالیں کہ کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو اس بات پر کیونکر مطمئن ہو کہ وہ زیارت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں کو ٹھیک ٹھیک حلیہ نبوی پر اطلاع نہیں اور غیر حلیہ پر تمثیل شیطان جائز ہے پس اس زمانہ کے لوگوں کے لیے زیارت

حقہ کی حقیقی علامت ہے کہ اس زیارت کے ساتھ بعض السبح خوارق اور علامات خاصہ ہوں جنکی وجہ اس رویا یا  
کشف کے منجانب سے پہنچو پریقین کیا جاسکا مثلاً رسول اللہ صلی علیہ وسلم بعض بشارتیں پیش از وقوع بتلاویں  
یا بعض قضا و قدر کے نزول کی باتوں سے پیش از وقوع مطلع کر دیں یا بعض دعاؤں کی قبولیت  
سے پیش از وقت اطلاع دیدیں یا قرآن کریم کی بعض آیات کی ایسے حقایق و معارف بتلاویں  
پہلے قلمبند اور شائع نہیں ہو چکے تو بلاشبہ ایسی خواب صحیح سمجھی جائیگی ورنہ اگر ایک شخص دعویٰ  
کرے جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم میری خواب میں آئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ فلاں شخص بیشک کا فرار  
و جال ہے اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ یہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا قول ہے یا شیطان کا یا خود  
اس خواب میں نے چالاکی کی راہ سے یہ خواب اپنی طرف سے بنالی ہو سو اگر میرے حواس میں حقیقت یہ  
قدرت حاصل ہو کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم انکی خواب میں آجائے ہیں تو ہم میرے صاحب کو یہ تکلیف دینا نہیں  
چاہتے کہ وہ ضرور ہمیں دکھائیں بلکہ وہ اگر اپنا ہی دیکھنا ثابت کر دیں اور علامت اور بعد کو وہ  
بالاکے ذریعہ سے اس بات کو بپائے ثبوت پہنچاویں کہ درحقیقت انہوں نے آنحضرت صلی علیہ وسلم کو دیکھا  
ہے تو ہم قبول کر لیں گے اور اگر انہیں مقابلہ ہی شوق ہے تو اس سید ہی طور سے مقابلہ  
کر لیں جسکا ہم نے اس شتم میں ذکر کیا ہے ہمیں بالفعل انکی رسول مینی میں ہی کلام ہے چہرے  
انکی رسول نمائی کے دعویٰ کو قبول کیا جاسکا پہلا مرتبہ زامیش کا تو یہی ہو کہ آیا میرے صاحب رسول مینی  
کے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب اگر صادق ہیں پھر اپنی کوئی خواب یا کشف شائع کریں جیسے  
یہ بیان ہو کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور اپنے اپنی زیارت کی علامت فلاں فلاں  
پیشگوئی اور قبولیت دعا اور انکشاف حقایق و معارف کو بیان فرمایا پھر بعد اس کے رسول نمائی  
کی دعوت کریں اور یہ عاجز حق کی تائید کی غرض سے اس بات کیلئے ہی حاضر ہوں کہ میرے صاحب رسول نمائی کا  
اجتہاد ہی دکھلا دیں قادیان میں جہاں مسجد موجودہ انکی آنے جانے اور خوراک کا تمام خرچ اس عاجز کے  
ذمہ ہوگا اور یہ عاجز تمام ناظرین پر ظاہر کرنا کہ یہ صرف لاف و گزاف ہے اور کچھ نہیں کہلا سکتے اگر آپس کے تو اپنی  
پردہ دری کر لیں گے عقلمند سوچ سکتے ہیں جس شخص نے بیعت کی مرید و مکی حلقہ میں داخل ہوا اور مدت  
سال اس علیحدہ کو خلیفۃ اللہ اور امام اور مجدد کہتا رہا اور اپنی خوابیں بتلاتا رہا کیا وہ اس دعویٰ میں صادق ہے  
میں صحت کیلئے نہایت قابل فہم سے خدا پر رحم کرے پیشگوئیوں کے منتظر ہیں حجتا ہر ہونگی ازاد و نام کے صفحہ ۵۵ کو دیکھیں

۳۰۔ مہجرتین - زود بخلا کھلا کھلائی - وانیہ را یہ ہوا اور وقت اس میں  
۳۱۔ اس بات کو تو قہر کیلئے رک نہیں رہے تھے خود اس نے اعتقاد کیا کہ وہ یاری با تو کو کوئی دلا نہیں سکتا۔ اور  
۳۲۔ نشان کو کہہ کر نہ سہارے اور نہ اس کے کہہ کر کہہ کر لیا گیا اور نہ سے۔

۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰